ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
2
www.tanzeem.org
2 تا 8 ربیع الثانی 1437ھ / 12 تا 18 جنوری 2016ء

سیرتِ محمدی ﷺ کی جامعیت

دوستو! میں نے آج کی تقریر میں محمد رسول اللہ ﷺ کی صفتِ جامعیت کی نیرنگیاں مختلف پہلوؤں سے دکھائیں۔ اگر تم مطالعۂ فطرت کے بعد یقین رکھتے ہو کہ یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے اختلاف کا نام ہے تو یقین کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی جامع شخصیت کے سوا اس کا کوئی آخری اور دائمی اور عالمگیر رہنما نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے اعلان فرمایا:

﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط﴾ (آل عمران:31)

''اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو آؤ میری پیروی کرو۔''

اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم سپہ سالار ہو اور سپاہی ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم استاد اور معلّم ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر بے کس اور مظلوم ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم خدا کے عابد ہو تو میری پیروی کرو.................. اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرو۔ غرض جس نیک راہ پر بھی ہو اور اس کے لیے بلند سے بلند اور عمدہ سے عمدہ نمونہ چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

ایک ہو مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمد ﷺ پر جنات کی گواہی

اب یہی صورتِ حالات ......

ماں کی عظمت

نریندر مودی کے دورہ پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (5)

فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے

سورۃ بنی اسراءیل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 80, 81

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ
لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا ﴿۸۱﴾

آیت ۸۰ ﴿وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ﴾ ’’اور دعا کیجیے کہ اے میرے رب مجھے داخل کر عزت کا داخل کرنا اور مجھے نکال عزت کا نکالنا‘‘

یہ ہجرت کی دعا ہے۔ جب ہجرت کا اِذن آیا تو ساتھ ہی یہ دعا بھی تعلیم فرما دی گئی کہ اے اللہ! تو مجھے جہاں بھی داخل فرمائے یعنی یثرب (مدینہ) میں عزت و تکریم کے ساتھ داخل فرما' وہاں پر میرا داخلہ سچا داخلہ ہو' اور یہاں مکہ سے مجھے نکالنا ہے تو باعزت طریقے سے نکال۔ یاد کیجیے کہ سورۂ یونس کی آیت 93 میں بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانہ عطا کیے جانے کا ذکر بھی ''مُبَوَّاَ صِدۡقٍ'' کے الفاظ سے ہوا ہے۔

﴿وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾﴾ ’’اور مجھے خاص اپنے پاس سے مددگار قوت عطا فرما۔‘‘

یعنی مدینہ میں جس نئے دور کا آغاز ہونے والا ہے اس میں اپنے دین کے غلبے کے اسباب پیدا فرما' اور مجھے وہ طاقت' قوت اور اقتدار عطا فرما جس سے دین کی عملی تنفیذ کا کام آسان ہو جائے۔ اس دعا میں رسول اللہ ﷺ کو بالکل وہی کچھ مانگنے کی تلقین کی جا رہی ہے جو عنقریب آپؐ کو ملنے والا تھا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ میں آپؐ کا استقبال ایک بادشاہ کی طرح ہوا۔ اوس اور خزرج کے قبائل نے آپؐ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔ یہودیوں کے تینوں قبائل ایک معاہدے کے ذریعے آپ ﷺ کی مرضی کے تابع ہو گئے اور یوں آپ ﷺ مدینہ میں داخل ہوتے ہی وہاں کے بے تاج بادشاہ بن گئے۔

آیت ۸۱ ﴿وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ﴾ ’’اور آپؐ کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔‘‘

بظاہر تو ابھی اس انقلاب کے آثار نمودار نہیں ہوئے تھے' ابھی آٹھ سال بعد جا کر کہیں مکہ فتح ہونے والا تھا' لیکن عالم امر میں چونکہ اس کا فیصلہ ہو چکا تھا لہٰذا ابھی سے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حق کی آمد اور باطل کے فرار کا اعلان کرایا جا رہا ہے۔

﴿اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا ﴿۸۱﴾﴾ ’’یقیناً باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔‘‘

باطل کو ثبات نہیں۔ جب بھی اس کا حق کے ساتھ معرکہ ہو گا تو حق کے مقابلے میں باطل ہمیشہ پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

فرمان نبویؐ

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ مَکَّۃَ یَوۡمَ الۡفَتۡحِ وَحَوۡلَ الۡبَیۡتِ سِتُّوۡنَ وَثَلَاثُ مِائَۃِ نُصُبٍ فَجَعَلَ یَطۡعُنُھَا بِعُوۡدٍ فِیۡ یَدِہٖ وَیَقُوۡلُ جَاءَ الۡحَقُّ وَزَھَقَ الۡبَاطِلُ جَاءَ الۡحَقُّ وَ مَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا یُعِیۡدُ))

(متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ان کو مارتے ہوئے فرماتے تھے حق آ گیا اور باطل ملیامیٹ ہو گیا، حق آ گیا اور باطل کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور نہ لوٹاتا ہے۔"

فتح مکہ کے وقت بیت اللہ کے اندر 360 بت تھے۔ اس خاص تعداد کی وجہ یہ بتائی گئی کہ مشرکین مکہ سال بھر کے دنوں میں ہر دن کا بت الگ رکھتے تھے۔ اس دن میں اس کی پرستش کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے لکڑی کی چھڑی سے پہلے بتوں کو گرایا اور پھر توڑنے کا حکم دے دیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم حق کی کامیابی اور باطل کی بربادی کے لیے ہمیشہ برسرپیکار رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ

مرزا ایوب بیگ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

ہفتہ رفتہ میں اس خطہ میں دو ایسے واقعات ہوئے ہیں جو اگرچہ پاکستان سے باہر وقوع پذیر ہوئے اور ظاہری طور پر اُن کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن خدشہ ہے کہ اِن دونوں واقعات سے پاکستان متاثر ہوگا اور شاید شدید متاثر ہوگا اولاً سعودی عرب میں شیعہ عالم دین نمر النمر کو پھانسی دیا جانا اور ثانیاً بھارت میں پٹھانکوٹ کے ائیر بیس پر دہشت گردوں کا حملہ کرنا جس سے نمٹنے اور ائیر بیس کلیر کرنے میں بھارتی فوج کو چار دن لگے۔ سعودی عرب نے دہشت گردی کے الزمات لگاتے ہوئے کُل سینتالیس افراد کو موت کی سزا دی ان میں سے چار یا چھ اہل تشیع مسلک سے تعلق رکھتے تھے جن میں مذہبی پیشوا نمر النمر بھی شامل ہیں۔ ایرانی حکومت نے اس پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا۔ عوامی سطح پر بھی ردِ عمل میں تہران میں سعودی عرب کے سفارت خانہ اور موصل میں سعودی قونصل پر ایک ہجوم حملہ آور ہوا اور عمارات کو نذرِ آتش کر دیا۔ سعودی عرب نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایرانی سفیر کو اڑتالیس (48) گھنٹوں میں ملک چھوڑنے کا حکم دیا اور ایران سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے۔ دونوں ممالک میں مخالفانہ بیان بازی کا سلسلہ جاری ہے اور باہمی تعلقات بدترین سطح پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات اگرچہ کبھی بھی قابل رشک نہ تھے۔ لیکن ایران کے انقلاب کے بعد تعلقات میں اصلاً بگاڑ پیدا ہوا اور پھر گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ ایسے واقعات پیش آتے چلے گئے اور کشیدگی بڑھتی چلی گئی جو نمر النمر کی پھانسی کے بعد اپنی بدترین سطح پر پہنچ گئی ہے۔ حقیقت میں اس کشیدگی کی بہت سی وجوہات ہیں۔

(1) اولاً یہ کہ اہل ایران شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ سعودی عربی حنبلی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اہل سنت کہلاتے ہیں۔ اپنے عقائد کے حوالہ سے دونوں ممالک کے لوگ شدت رکھتے ہیں، لہٰذا یہ مسلکی اختلاف دونوں کے درمیان بُعد کی بنیادی وجہ ہے۔ (2) حرمین شریفین کا سعودی عرب کے شہر مکہ اور مدینہ میں واقع ہونے کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمان عقیدت ومحبت کے شدید جذبات رکھتے ہیں۔ اور یقیناً اِسی وجہ سے سعودی عرب عالم اسلام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ایران چاہے وہ رضا شاہ پہلوی کے دور کا ہو یا انقلاب کے بعد کا وہ سعودی عرب کی جگہ عالم اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل کرنے کا خواہشمند نظر آتا ہے۔ (3) انقلاب ایران سے پہلے دونوں امریکی کیمپ میں تھے لہٰذا اختلافات دبے رہتے تھے لیکن ایران انقلاب کے بعد امریکہ سے دور اور روس کے قریب ہو گیا جس سے ایران اور سعودی عرب کے اختلافات کھل کر سامنے آ گئے اور امریکہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ان اختلافات کو ہوا دیتا رہا۔ (4) امریکہ نے جب طاقت کے بل پر عراق میں صدام کی حکومت ختم کر دی اور وہاں اہلسنت کی بجائے اہل تشیع کی حکومت قائم ہوگئی تو سعودی عرب کی تشویش بہت بڑھ گئی اور شیعہ سنی کھچاؤ میں اضافہ ہو گیا۔ (5) یمن کی خانہ جنگی میں ایران نے حوثی باغیوں کا ساتھ دیا جبکہ سعودی عرب نے منصور الحادی کا ساتھ دیا۔ اس خانہ جنگی نے شدت اختیار کی تو سعودی عرب کھلم کھلا میدان میں کود پڑا اور حوثیوں کے ٹھکانوں پر فضائی حملے شروع کر دیئے جبکہ ایران پہلے ہی خفیہ طور پر حوثیوں کی مالی اور اسلحہ و بارود سے مدد کر رہا

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 ربیع الثانی 1437ھ — جلد 25
12 تا 18 جنوری 2016ء — شمارہ 02

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تھا۔اس سے دونوں ممالک (ایران، سعودی عرب) کی کشیدگی میں مزید اضافہ ہوگیا۔(6) شام میں بشارالاسد کے خلاف تحریک میں سعودی عرب نے باغیوں اور ایران نے بشارالاسد کی مدد کی۔اس کی بنیاد بھی یہ تھی کہ بشارالاسد شیعہ مذہب کے ایک فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اور سعودی عرب وہاں کے سنیوں کی مدد کررہا تھا۔ شام اور یمن میں ایران اور سعودی عرب پراکسی وارلڑرہے ہیں۔(7) اِس مرتبہ حج کے موقعہ پر جو سانحہ پیش آیا اس میں ایرانی بھی کافی تعداد میں جان بحق ہو گئے۔ایران نے سعودی عرب کے VIP کلچر کو اس جانی نقصان کا سبب قرار دیا جبکہ سعودی عرب نے حجاج کی بدنظمی وجہ بتائی اور دوطرفہ خوب الزام تراشی ہوئی۔(8) حال ہی میں سعودی عرب نے چونتیس اسلامی ممالک کا دہشت گردی کے خلاف محاذ بنایا اس میں کسی شیعہ ملک کو شامل نہ کیا اور یہ تاثر عام ہوا کہ یہ شیعہ ممالک کے خلاف سنی اتحاد ہے۔(9) آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ مغرب، امریکہ اور دوسرے غیر مسلم ممالک نے عالم اسلام کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب گزشتہ صدی میں سوویت یونین افغانستان میں جہادیوں کے ہاتھوں شکست وریخت سے دوچار ہوگیا اور یوں محسوس ہورہا تھا کہ اب وہ صدیوں تک امریکہ کے سامنے کھڑا نہ ہوسکے گا، کمیونزم کا مشرقی یورپ سے بھی جنازہ اٹھ گیا تو امریکہ نے اپنی جارحیت کا رخ اُس عالم اسلام کی طرف کرلیا جس کی مدد سے اُس نے سوویت یونین کی طاقت کو کچلا تھا اور سپریم پاور آف دی ارتھ کی حیثیت حاصل کرلی تھی۔امریکہ نے اسلام کو دووجوہات کی بناپر ٹارگٹ کیا تھا۔ ایک یہ تھی کہ امریکہ جانتا تھا کہ نظریہ اسلام ایک بہت بڑی قوت ہے۔اگر دنیا کے کسی حصے میں اس نظریہ کی عملی تعبیر سامنے آگئی تو وہ امریکہ کی عالمی بادشاہت کے راستے میں رکاوٹ کی صورت اختیار کرسکتی ہے۔دوسرا یہ کہ امریکہ کی وارانڈسٹری کو قائم رکھنے اور تقویت پہنچانے کے لیے دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ میں جنگ جاری رہنا چاہیے۔اگرچہ یہ بات ثانوی تھی۔اصل بات اسلام کو بحیثیت مجموعی زک پہنچانے اور عالم اسلام کو اپنے تابع رکھنا امریکہ کی سپرمیسی قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا۔

ہماری رائے میں ایران سعودی عرب اختلافات کا ختم ہونا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔اس لیے کہ امریکہ، مغرب، اسرائیل اور بھارت کا اس اختلاف بلکہ تصادم میں مفاد ہے۔حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام میں اگرچہ زیادہ سنی ریاستیں ہیں لیکن اہل تشیع پاکستان سمیت ہر ملک میں وجود رکھتے ہیں۔ البتہ بڑی شیعہ ریاستی قوت صرف ایران ہے۔اسلام کے دشمن دونوں کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ماضی قریب میں جب ایران، امریکہ کشیدگی اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی اور بعض تجزیہ نگار امریکہ کے ایران پر حملہ آور ہونے کی پیش گوئیاں کررہے تھے۔ندائے خلافت کے قارئین گواہ ہیں ہم نے عرض کیا تھا کہ دنیا کے کوئی بھی دو ملک جنگ کرسکتے ہیں لیکن ایران امریکہ جنگ کبھی نہ ہوگی۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر امریکہ ایران پر حملہ کرکے اسے تباہ وبرباد کردیتا ہے تو اہلسنت ریاستوں کو کیسے بلیک میل کرے گا۔اُسے کس سے ڈرائے گا بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ عراق پر حملہ کرکے صدام حکومت کے خاتمہ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ایک اور مضبوط شیعہ اسٹیٹ دنیا میں پیدا کی جائے۔اگرچہ عراق میں اہلسنت کی مزاحمت نے امریکی عزائم کو پوری طرح کامیاب نہیں ہونے دیا اور عراق خانہ جنگی کا شکار ہوکر ایک مضبوط شیعہ ریاست فی الحال تو نہیں بن سکا۔بہرحال اسلام دشمن قوتیں Divide and Rule فارمولے کے تحت مسلمانوں کی قوت ختم کررہی ہیں جو بدقسمتی سے مسلمان حکمران یا سمجھ نہیں پارہے یا سمجھنے کے باوجود اپنے اقتدار کو طول دینے اور اُسے دائمی بنانے کے لیے اپنے ہی دشمن کے مقاصد کو پورا کررہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے پس منظر میں پاکستان کا فرض ہے کہ دونوں اسلامی ممالک میں صلح کروانے کی بھرپور کوشش کرے لیکن بدقسمتی سے سعودی عرب ہو یا ایران یا ثالث کا رول ادا کرنے والا پاکستان، عالم اسلام بحیثیت مجموعی کسی ایک یا دوسری سپر پاور کے شکنجے میں ہے۔لہٰذا ہم دعا تو یقیناً کریں گے کہ دونوں اسلامی ممالک اپنے اصل دشمن کو پہچان کر اپنی صلاحیتوں اور وسائل کو باہمی جنگ وجدل میں ضائع کرنے کی بجائے اپنے اس مشترکہ دشمن کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کریں جو انہیں لڑوارہا ہے۔لیکن ہمیں کسی مثبت نتیجہ کی توقع بہت کم ہے۔ہم پاکستان کے عوام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ دشمنوں کے عزائم کو سمجھتے ہوئے کسی قسم کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور مسلکی اختلاف کو برقرار رکھتے ہوئے امن وامان کو قائم رکھیں اور شرانگیز عناصر پر کڑی نگاہ رکھیں۔ہم عوام سے یہ توقع رکھنے میں اس لیے بھی حق بجانب ہیں کہ گزشتہ دنوں میں جب پاکستان میں دہشت گردی عروج پر تھی، ایک دن امام بارگاہ نشانہ بنتی تھی تو دوسرے دن اہلسنت کی مسجد میں دھماکہ ہوجاتا تھا۔لیکن ایک ہی محلہ میں رہنے والے شیعہ اور سنی کے تعلقات رتی بھر متاثر نہیں ہوتے تھے۔دونوں اس کو اپنے مشترکہ دشمن کی کارروائی سمجھ کر رد کردیتے تھے۔یہ ایک انتہائی حوصلہ افزا طرزعمل ہے۔ ایران سعودی عرب کشیدگی کے حوالہ سے بھی پاکستان میں یہی طرزعمل جاری رہنا چاہیے۔ہم اس حوالہ سے خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ دانشمندانہ رول ادا کرے۔خدارا ریٹنگ کے چکر میں سنی اور شیعہ عالم کو آمنے سامنے بٹھا کر لڑانے اور عوامی جذبات کو انگیخت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ حبِ دین اور حبِ وطن کا تقاضا ہے۔جلتی پر تیل نہ ڈالیں۔یہ پاکستان دشمنی ہے، یہ اسلام دشمنی ہے، یہ امت مسلمہ سے دشمنی ہے، لہٰذا ناقابل معافی جرم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتحاد ہی میں ہماری حیات ہے۔

شاعر مشرق پون صدی پہلے مسلمانوں کو یہ پیغام دے چکے ہیں۔ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر!

ہم نے آغاز میں سعودی عرب ایران کشیدگی کے ساتھ ساتھ پٹھانکوٹ میں ہونے والی دہشت گردی کا ذکر بھی کیا تھا لیکن جگہ کی قلت آڑے آگئی اور ہم اُس پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرسکے۔ان شاء اللہ اگلے شمارے میں اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

☆☆☆

توحیدِ باری تعالیٰ اور رسالتِ محمدی ﷺ پر جنات کی گواہی

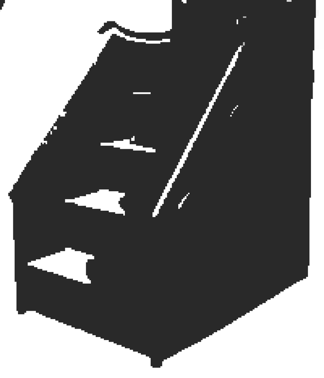

(سورۃ الجن کے پہلے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ نوح کے بعد اب ہم نے سورۃ الجن کا مطالعہ کرنا ہے جس میں جنات کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں جنات کا ذکر بہت سے مقامات پر ہوا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات ایک حقیقی مخلوق ہیں‘ لیکن نیوٹن کی سائنس اور مادی ترقی کے دور میں بعض لوگوں کی یہ سوچ بن گئی ہے کہ جس چیز کا مشاہدہ ہمارے حواس نہ کرسکیں تو اس کو تسلیم کرنا بے معنی ہے۔ اس سوچ کے تناظر میں جنات کا بھی انکار کیا گیا اور فرشتوں کا بھی۔ یورپ میں رہنے والے عیسائیوں نے بھی مجموعی طور پر اس نئی سوچ اور نئی فکر کو اپناتے ہوئے یہ تصور اختیار کر لیا تھا کہ جنات اور فرشتے توہمات ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن بہرحال جنات ان کو اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہے ہیں اور وہاں بھی جنات کو ٹالنے کے لیے بہت کچھ کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہاں علمی طور پر تو جنات کا انکار کیا گیا‘ لیکن عملی طور پر معاملہ وہیں رہا۔

بہرحال جب یہ تصور عام ہوا کہ جنات کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور انسانوں ہی میں سے ذرا مشتعل مزاج لوگوں کو قرآن مجید نے ’’جن‘‘ کہا ہے‘ تو ہمارے اچھے اچھے لوگ بھی ان تصورات میں بہہ گئے تھے۔ سر سید احمد خان نے بھی یہی موقف اختیار کیا تھا۔ بہرحال اس کو یوں کہنا چاہیے کہ جب دنیا میں حالات کا کچھ دباؤ بڑھتا ہے تو پھر ہم بھی معذرت خواہانہ انداز سے ایمان کے بعض حقائق اور قرآن سے ثابت ٹھوس چیزوں کے اندر بھی کانٹ چھانٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ ہوں یا جنات‘ قرآن مجید ان کو ایک مستقل حیثیت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ان کا تذکرہ بہت سے مقامات پر ہوا ہے۔ سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الاحقاف میں جنات کا تذکرہ ہے اور پھر زیر مطالعہ پوری کی پوری سورت جنات کے موضوع پر ہے۔

جنات کے حقیقی مخلوق ہونے کے حوالے سے ایک بات یہ بھی ہے کہ شیطان بھی جنوں میں سے تھا خود ایک بہت بڑی حقیقت ہے اور اس کے بارے میں فرمایا گیا کہ شیطان تمہارا بہت بڑا دشمن ہے‘ لہٰذا تم بھی اس کے ساتھ دشمنی کرو۔ اسی طرح سورۃ الحجر میں جنات کی تخلیق کے حوالے سے فرمایا گیا کہ ہم نے جنات کو انسان سے پہلے پیدا کیا۔ انسانوں اور جنوں کی تخلیق میں فرق یہ ہے کہ وہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں اس لیے غیر مرئی وجود رکھتے ہیں‘ جبکہ انسان مٹی سے بنا ہے تو یہ ایک مجسم اور ٹھوس وجود رکھتا ہے۔ چنانچہ ان کے بہت سارے معاملات ہم

مرتب: حافظ محمد زاہد

انسانوں پر قیاس نہیں کر سکتے‘ لیکن بہرحال ان کا وجود حقیقی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جنات کے حوالے سے چند مزید اصولی باتیں سمجھ لیجیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جنات کی رسائی عالم بالا میں کافی دور تک ہے‘ جبکہ انسان کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ سائنسی ترقی کے ذریعے ہم چاند تک تو پہنچ گئے ہیں اور اب ہم یہ اسکیمیں بنا رہے ہیں کہ چاند پہ کوئی نہ کوئی کالونی بنائی جائے۔ اب پتا نہیں انسان اس میں کس حد تک کامیاب ہوتا ہے اور پتا نہیں اللہ تعالیٰ مہلت بھی دیتا ہے کہ نہیں اس لیے کہ وہ آخری دور بھی شاید قریب آنے والا ہے۔ بہرحال جنات عالم بالا میں کافی دور تک پرواز کر سکتے تھے‘ لیکن کچھ حدود ان کے لیے بھی معین ہیں۔ فرشتے جب اللہ کے پیغامات لے کر نازل ہوتے ہیں اور آگے دوسرے فرشتوں کو پہنچاتے ہیں تو جنات کچھ سن گن کر لیتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر زمین میں موجود ان کے نمائندے یعنی کاہن‘ لوگوں کو وہ خبریں بتاتے ہیں اور اس طرح ان کی پوری دوکانداری چل رہی ہے۔ ان باتوں تک تو جنات کی رسائی ہو جاتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی رسول پر وحی کا نزول ہوتا تو جنات کے لیے پہرے لگ جاتے ہیں اور پھر اگر کوئی زیادہ اوپر جانے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب اس کا تعاقب کرتا ہے اور اس کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔

دوسری اصولی بات یہ ہے کہ انسان جنوں سے افضل ہے اسی لیے زمین کی خلافت اللہ نے انسان کو دی ہے۔ اگرچہ بعض اعتبارات سے ہمیں لگتا ہے کہ جن زیادہ افضل ہیں اس لیے کہ وہ شکل بدل سکتے ہیں، وہ غیر مرئی وجود رکھتے ہیں، ان کی رسائی بہت دور تک ہے۔ جبکہ ہم تو اپنے جسم کے ہاتھوں بندھے ہوئے ہیں اور ہمارا معاملہ بہت محدود ہے۔ لیکن وہی بات ہے جس کو ابلیس بھی نہیں دیکھ پایا تھا کہ انسان کے اندر اللہ نے اپنی روح پھونکی ہے اور اسی وجہ سے انسان جنات ہی سے نہیں‘ فرشتوں سے بھی افضل قرار پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جنات ایک بااختیار مخلوق ہے اور بااختیار ہونے کی وجہ سے مکلف بھی ہے۔ جیسے انسان کا امتحان ہو رہا ہے اسی طرح جنات کا بھی امتحان ہو رہا ہے اور ان کو بھی آخرت میں جزا و سزا کے مراحل سے گزرنا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے بعض مقامات سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ میں سے بعض نے جنات کو اپنا معبود بنا رکھا تھا اور وہ ان کا نسب بھی اللہ سے ملاتے تھے۔

بہرحال جنات کے بارے میں یہ چند اصولی باتیں

تھیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیں۔ اب سورۃ الجن کی طرف آتے ہیں۔ یہ پوری سورت جنات کے ذکر پر مشتمل ہے لیکن اس میں درحقیقت نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی موجود ہے اور اس کا ماقبل سورت سے تعلق یہ ہے کہ سورۂ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر تھا جو تمام انسانوں میں پہلے رسول تھے' جبکہ زیر مطالعہ سورت میں حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ ہے جو بنی نوع انسان کے آخری رسول ہیں۔

اس سورت کے بالکل آغاز میں جنات کے ایک واقعہ کا تذکرہ ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن مجید سنا اور اتنے متاثر ہوئے کہ وہ ایمان لے آئے۔ اس ضمن میں مشرکین عرب اور سردارانِ قریش کو بتایا جا رہا ہے کہ جنات (جن کے بارے میں ہے کہ وہ بڑے ہی مشتعل مزاج اور اکھڑ قسم کے ہوتے ہیں) نے تو ایک بار قرآن سنا اور ان کا دل موم ہو گیا اور وہ ایمان لے آئے۔ جبکہ اللہ کے رسول ﷺ صبح و شام تمہیں قرآن کی آیات سنا رہے ہیں، لیکن تم ہو کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔

اب ہم اس سورۂ مبارکہ کا مطالعہ شروع کرتے ہیں' آغاز سورت میں فرمایا:

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ①﴾

"(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے بڑے غور سے سنا تو انہوں نے (جا کر دوسرے جنات سے) کہا کہ ہم نے سنا ہے ایک بہت ہی دل کو لبھانے والا قرآن۔"

اس قرآن میں بڑی جاذبیت اور بڑی کشش ہے جو انسان تو کیا جنات اور باقی مخلوقات کو بھی اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

﴿یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ②﴾

"جو راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے' تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور اب ہم کبھی بھی اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔"

جس شرک میں ہم مبتلا ہیں اب ہم اس سے توبہ کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کبھی اس شرک کا ارتکاب نہیں کریں گے۔

اب یہ واقعہ کون سا ہے اس کے بارے میں کئی روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عکاظ کے میلے میں دعوت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے راستے میں رات کو پڑاؤ کیا اور صبح کے وقت آپؐ نمازِ فجر میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو وہاں سے جنات کی ایک جماعت کا گزر ہوا اور انہوں نے یہ قرآن سنا۔ قرآن نے ان کے دلوں پر بہت اثر کیا اور انہوں نے اسی وقت آپس میں طے کیا کہ یہ تو اللہ کے رسول معلوم ہوتے ہیں تو وہ فوراً ایمان لے آئے۔

جنات کے ہاں نبوت اور رسالت کا معاملہ نہیں ہے' لیکن قرآن سے ثابت ہے کہ انسانوں میں سے جو رسول آتے تھے تو جنات بھی ان سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔ ایک اعتبار سے دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب میں رکھا ہے کہ ہم براہ راست ان کائناتی حقائق کو نہیں دیکھ سکتے کہ اللہ ہے، اس کا پورا نظام ہے، فرشتے ہیں اور کل کائنات پر اسی کا حکم جاری و ساری ہے۔ یہ کائنات کی ابدی حقیقتیں ہیں جنہیں ہم براہ راست نہیں دیکھ سکتے' جبکہ اللہ رب العزت کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور وہ بھی ہماری نسبت سے غیب میں ہے۔ اسی وجہ سے ہماری ہدایت کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ چلا' جبکہ ہمارے مقابلے میں جنات کم غیب میں ہیں اس لیے کہ ان کی رسائی عالم بالا میں کافی دور تک ہے اور ان کی تو فرشتوں سے ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔ گویا بہت سے کائناتی حقائق تک جنات کی رسائی ممکن ہے اس لیے ان کے لیے تفصیلی ہدایت کی بہت زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال جب انسانوں میں رسالت آتی تھی

پریس ریلیز 8 جنوری 2016ء

عالم اسلام کا اتحاد اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمان ممالک خود کو بڑی قوتوں کے شکنجے سے آزاد نہیں کرا لیتے

الیکٹرانک میڈیا اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے سنی اور شیعہ عالم دین کو آمنے سامنے بٹھا کر لڑانے اور عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش نہ کریں

حافظ عاکف سعید

ایران سعودی عرب تنازعہ میں پاکستان ثالث کا کردار ادا کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتیں امت مسلمہ میں انتشار پیدا کر کے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتی ہیں۔ امریکہ سعودی عرب کا اتحادی ہے اور ایران کی پشت پر روس ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ عالم اسلام کا اتحاد اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمان ممالک خود کو بڑی قوتوں کے شکنجے سے آزاد نہیں کرا لیتے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمان ممالک کے عوام اور حکمرانوں دونوں کو متحد ہو کر دشمنوں کی سازش کو ناکام بنانا ہوگا۔ اُنہوں نے الیکٹرانک میڈیا کے رول پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے سنی اور شیعہ عالم دین کو آمنے سامنے بٹھا کر لڑانے اور عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش نہ کریں اور جلتی پر تیل نہ ڈالیں۔ یہ امت مسلمہ اور پاکستان سے دشمنی ہے اس سے پاکستان میں امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ پٹھانکوٹ کے ائیر بیس پر حملہ کا ذکر کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ اس سانحہ کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ اُنہوں نے بھارتی میڈیا اور حکومت سے کہا کہ وہ بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے پاکستان پر الزام نہ دھرے اور اگر اُس کے پاس اس بات کے ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان کے غیر ریاستی عناصر اس میں ملوث ہیں تو یہ ثبوت پاکستان کو فراہم کیے جائیں تا کہ پاکستان اپنے تئیں تحقیق کر کے اصل حقائق تک پہنچ سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاک بھارت مذاکرات ملتوی یا منسوخ نہیں ہونے چاہئیں تا کہ جلد از جلد دونوں ممالک میں اعتماد کی فضا پیدا ہو سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

تو جنات میں سے صاحب ایمان اس ہدایت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

پھر جنات کو ایک تجربہ یہ بھی تھا کہ جب کسی رسول کی بعثت ہوتی تھی تو آسمان پر پہرے لگا دیے جاتے تھے اور ان کی عالم بالا کی رسائی کو محدود کر دیا جاتا تھا۔ جب یہ واقعہ رونما ہوا تو اس وقت بھی وہ محسوس کر رہے تھے کہ پہرے لگے ہوئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں کوئی اللہ کا رسول آیا ہوا ہے اور وہ خود بھی اس رسول کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب حضورﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فوراً ان کے دل نے گواہی دی کہ یہی رسول ہیں اور ان پر یہ وحی نازل ہو رہی ہے۔ چنانچہ جنات کا یہ گروہ فوراً ایمان لے آیا۔

دوسری روایت کے مطابق آپﷺ طائف کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے، وہاں نخلہ کے مقام پر جنات نے قرآن کو سنا ہے۔ اسی واقعہ کا ذکر سورۃ الاحقاف میں بھی ہے۔ اب اکثر کے نزدیک تو ان دونوں سورتوں میں ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے جبکہ ایک رائے یہ ہے کہ یہ دو مختلف واقعات ہیں۔ اس کی توجیہہ یہ پیش کی جاتی ہے کہ سورۃ الاحقاف میں ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو سن کر جنات نے کہا تھا کہ یہ تو وہی کلام ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ اس سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جنات حضرت موسیٰؑ کے پیروکار تھے اور ان پر پہلے سے ایمان لانے والے تھے اور اب وہ آنحضورﷺ پر ایمان لائے۔ جبکہ یہاں سورۃ الجن میں جنوں کی آپس کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کسی مشرک قبیلے سے تھا۔ اس فرق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔

اب آگے چلتے ہیں، آیت 2 میں جنات نے شرک سے بیزاری کا اعلان کیا تو اگلی آیات میں شرک کی مختلف اقسام کا تذکرہ ہو رہا ہے جو اس وقت وہاں موجود تھیں۔

﴿وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿۳﴾﴾

''اور یہ کہ ہمارے ربّ کی شان بہت بلند ہے، اُس نے اپنے لیے نہ کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ کوئی اولاد۔''

شرک کی یہ قسمیں چل رہی تھیں، خاص طور پر عیسائی تو (معاذ اللہ) اللہ کی بیوی بھی قرار دیتے تھے۔ یا کم سے کم یہ کہ اللہ کے لیے بیٹا اور بیٹے کی ماں یعنی تثلیث کا عقیدہ ان میں موجود تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند و برتر ہے۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی اسے ان رشتوں کی کوئی احتیاج ہے۔

اگلی آیات میں جنات آپس میں گفتگو کرتے ہوئے اپنے سردار کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ:

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۵﴾﴾

''اور یقیناً ہمارا بے وقوف (سردار) اللہ کے بارے میں خلاف حقیقت باتیں کہتا رہا ہے۔ اور یہ کہ ہم تو اس گمان میں رہے کہ جن اور انسان اللہ پر ہرگز کوئی جھوٹ نہیں باندھیں گے۔''

اکثر کے نزدیک اس سے مراد ابلیس ہے جو جنوں میں سے تھا۔ وہ جنات کو ورغلاتا تھا اور انہیں شرک کے راستے کی طرف دھکیل رہا تھا۔ جب جنات نے قرآن مجید کو سنا تو وہ پکار اُٹھے کہ ہمارا سردار تو اللہ کے معاملے میں بہت زیادتی کرتا رہا ہے اور اللہ کے تصور کو بہت بگاڑ کر ہمارے سامنے رکھتا رہا ہے۔ حالانکہ ہم یہی سمجھتے تھے کہ کسی کی جسارت نہیں ہو سکتی کہ وہ اللہ کے بارے میں غلط باتیں لوگوں کو بتائے یا کوئی غلط بات اللہ کی طرف منسوب کرے۔

اگلی آیت میں کفار مکہ کے ایک خاص طرز عمل کا تذکرہ ہے، فرمایا:

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿۶﴾﴾

''اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ مرد جنات میں سے کچھ مردوں کی پناہ پکڑتے تھے، تو انہوں نے ان (جنات) کی سرکشی میں مزید اضافہ کیا۔''

یہ خاص طور پر مشرکین عرب کا معاملہ تھا۔ ایک تو وہ جنوں کی پوجا بھی کرتے تھے اور پھر ان میں ایک دستور یہ تھا کہ دورانِ سفر رات کو کہیں ٹھہرتے تھے تو قافلے کا سردار اعلان کرتا تھا کہ ہم اس وادی کے جن کی پناہ میں آتے ہیں۔ زیر مطالعہ آیت میں اسی کا تذکرہ ہے اور اس آیت کے دو انداز سے ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے انسانوں کی گمراہی میں مزید اضافہ ہوا۔ دوسرا یہ کہ اس کی وجہ سے جن اور سر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جنات کے اوپر فضیلت دی ہے، لیکن انسانوں کی اس حرکت کی وجہ سے جنوں نے یہ سمجھا کہ ہم زیادہ اہل ہیں۔ اس طرح انہوں نے انسانوں کو اپنے ماتحت اور پست جان کر ان کو تنگ کرنا بھی شروع کر دیا تو جنات کی سرکشی میں اور اضافہ ہو گیا۔

﴿وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿۷﴾﴾

''اور یہ کہ انہوں نے بھی ایسا ہی سمجھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے کہ اللہ کسی کو ہرگز نہیں اٹھائے گا۔''

اس آیت کے بھی دو انداز سے ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جنات بھی مشرکین کی طرح یہ سمجھتے تھے کہ موت پر خاتمہ ہے اور دوبارہ کوئی زندگی نہیں ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ اس سے پہلے چھ سو سال ایسے گزر گئے تھے کہ کوئی نبی اور رسول نہیں آیا تھا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔

آگے اسی بات کا تذکرہ ہے کہ جب کسی نبی کی بعثت ہوتی ہے تو جنات کے لیے پہرے لگا دیے جاتے ہیں:

﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾﴾

''اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو تو ہم نے دیکھا کہ وہ سخت پہروں اور انگاروں سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہ کہ (اس سے پہلے) ہم اس کے بعض ٹھکانوں میں بیٹھا کرتے تھے کچھ سن گن لینے کے لیے۔ لیکن اب اگر کسی نے کچھ سننے کی کوشش کی تو وہ پائے گا اپنے واسطے ایک انگارہ گھات میں لگا ہوا۔''

یعنی ہم پہلے تو عالم بالا میں کافی اوپر تک چلے جاتے تھے، لیکن اب پابندیاں لگی ہوئی ہیں تو اس سے ہمیں گمان ہوا کہ شاید کوئی رسول آیا ہے اور وحی نازل ہو رہی ہے جس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ پورا حفاظتی نظام قائم کر رکھا ہے۔

رسول کی آمد پر جنات کا تبصرہ یا تجزیہ یہ تھا کہ:

﴿وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾﴾

''اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے لیے کسی شر کا ارادہ کیا جا رہا ہے یا ان کے لیے ان کے رب نے کسی بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔''

جنات کا کہنا ہے کہ اتنا اندازہ تو ہو گیا کہ کوئی رسول اللہ نے بھیج دیا ہے، لیکن یہ رسول اس قوم کے لیے باعث رحمت بنے گا یا قوم اس کا انکار کر کے عذاب کی مستحق قرار پائے گی، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اب اہل عرب کی طرف اللہ نے رسول کو بھیج دیا ہے، اگر یہ آپﷺ کی دعوت پر ایمان نہیں لائیں گے تو ان کا حشر وہی ہو گا جو

قومِ نوح، قومِ صالح، قومِ ثمود، قومِ شعیب اور قومِ لوط کا ہوا تھا۔ رسول تو رحمت بن کر آتا ہے لیکن قوم اپنی غلط روی، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے عذاب کو دعوت دے بیٹھتی ہے۔ اب پتا نہیں اہلِ عرب اس رسول پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کے مستحق قرار پاتے ہیں یا انکار کر کے عذاب کا۔

جنات کی گفتگو کا اگلا حصہ ملاحظہ ہو:

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ﴿11﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿12﴾﴾

”اور یہ کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہیں اور کچھ اس سے مختلف قسم کے بھی ہیں۔ ہم مختلف راستوں پر پھٹے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اُسے ہرا سکتے ہیں۔“

یعنی اس وقت تو اللہ نے آزادی دے رکھی ہے، لیکن بالآخر ہم اللہ کی گرفت میں آئیں گے۔

﴿وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿13﴾﴾

”اور یہ کہ ہم نے جونہی اس ہدایت (الہدیٰ) کو سنا ہم اس پر ایمان لے آئے۔ تو جو کوئی بھی ایمان لائے گا اپنے رب پر اسے نہ تو کسی نقصان کا خوف ہو گا اور نہ زیادتی کا۔“

جنات اپنی گفتگو کے آخر میں نتیجہ خیز انداز میں کہتے ہیں:

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿14﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿15﴾﴾

”اور یہ کہ ہم میں فرمانبردار بھی ہیں اور بے انصافی کرنے والے بھی۔ تو جن لوگوں نے اطاعت قبول کر لی تو انہوں نے ڈھونڈ نکالی نیکی کی راہ۔ اور جو بے انصاف ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن بن کر رہیں گے۔“

یہاں تک یعنی ابتدائی 15 آیات میں جنات کی آپس کی گفتگو کا تذکرہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شامل کر کے ہمارے لیے بھی ہدایت کا سامان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی جنات کے مذکورہ گروہ کی طرح ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!!

☆☆☆☆☆

اب یہی صورتِ حالات......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

2015ء بیت گیا۔ آخری ایک ہفتہ ایک طرف آتش بازیوں، فائرنگ، رنگ ترنگ، کرسمس نئے سال کے ہنگامے لیے ہوئے تھا۔ دوسری جانب زلزلے، سیلاب، طوفانی بگولے (Tornado) برفباری غیر معمولی طور پر دنیا بھر میں بالعموم اور امریکہ برطانیہ میں بالخصوص خوفناک مناظر دکھا رہی تھی۔ ٹیکساس و دیگر جنوبی علاقوں میں الٹے ٹرالر، پچکی گاڑیاں، مکانات چُر مُر تباہ پڑے ہوئے، اکھڑے تناور درخت، فلیش فلڈ، کھلونوں کی طرح بکھری الٹی گاڑیاں۔ ہولناک تصاویر تھیں۔ سائنس ٹیکنالوجی کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ بربادی کا سماں تھا۔ غضبِ الٰہی کہنے پر لبرل سیکولر غضب ناک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 26 دسمبر کو قریبی تاریخ میں 19 بڑے زلزلے آئے۔ لاکھ افراد کی جان لینے والا سونامی بھی 26 دسمبر کو آیا تھا۔ ہمارے ہاں بھی 26 تاریخ کو ہی (خدا کے ہاں بیٹے کی پیدائش نعوذ باللہ منانے میں مسلمانوں کی بھرپور شرکت) رات ساڑھے بارہ بجے ہلا مارے گئے جشن مکمل ہونے کے معاً بعد۔ اس مرتبہ ولادتِ نبوی ﷺ منانے میں جو انداز اختیار کیے گئے، بریلوی مکتبِ فکر کے علمائے کرام کو اس کا نوٹس لینا، رہنمائی دینا، وضاحت فرمانا لازم ہے۔ ولادت کی خوشی کے اعلان پر مبنی بینر کے سامنے ناچتے، تھرکتے سکول یونی فارم میں نوجوان طالب علم اور طالبہ۔ شہروں میں جلوس کے ساتھ بھرپور ڈسکو موسیقی۔ اختلاطِ مرد و زن۔ ایک مکمل دن ولادتِ نبوی ﷺ سے عقیدت کے پردے میں یہ جابجا ہوا۔ اگلا دن 25 دسمبر کا مذکورہ جشن۔ زمین کیوں تھرائی؟ پے در پے دو زلزلے آئے۔ سورۃ الکہف، سورۃ مریم، الشوریٰ میں جواب موجود ہے۔ لیکن یہ سب ہماری یو ایس ایڈ زدہ تعلیم کا حصہ نہیں۔ سو یہ دینی جہالت کا شاخسانہ ہے تمام۔ اگرچہ امریکی ریاستیں اور جنوبی امریکہ بری طرح ہلا مارے گئے۔ (ایک ہفتے میں 69 ٹورنیڈو حملہ آور ہوئے) اس پر ارجاٹینن سے رپورٹ کرنے والا بے بسی سے کہہ رہا تھا کہ آگے کیا ہونے کو ہے۔ انتظار اور دعا کے سوا کوئی راستہ نہیں! اِدھر پاکستان میں سندھ حکومت بگولوں کی زد میں ہے۔ چیئرمین سینٹ رضا ربانی کی سربراہی میں سینٹ قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں (طویل عرصے بعد) لاپتہ افراد زیرِ غور آ گئے۔ چیئرمین نے نوٹس لیا کہ لاپتہ افراد کو کسی طور انصاف تک رسائی حاصل نہیں۔ باوجودیکہ ان واقعات کو روکنے کے لیے قانون سازی کرنے کو کمیشن نے سفارشات دی تھیں۔ (اگرچہ ان واقعات کے تحفظ کے لیے ہی قوانین ڈھالے گئے ہیں!) سینیٹر عثمان کاکڑ نے کہا کہ سکیورٹی اداروں کو قانون کا پابند بنایا جائے۔ تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا! نیز یہ بھی سینیٹرز نے تجویز کیا کہ جبری گمشدگیاں روکنے کو سکیورٹی ایجنسیوں کے اختیارات کم کیے جائیں۔ (دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے!) سینٹ کو سمجھنا ہو گا کہ یہ ہماری معاشی مجبوری ہے! یہ سلسلہ لامتناہی تو تھا ہی۔ تاہم چیئرمین سینٹ کی توجہ کے لیے اہم تر امر یہ ہے کہ اب داعش کی آڑ میں خواتین کے اٹھائے جانے کا ایک نیا سلسلہ چل نکلا ہے۔ عافیہ کو تو واپس نہ لا سکے خود عافیہ فیکٹری کھول لی۔ خواتین کے معاملے میں شفاف قانونی ذرائع اختیار کرنا لازم قرار دیا جائے۔ لڑکوں کی طرح 8,6 سال حراستی مراکز میں قانون انصاف کی پہنچ سے ماوراء یک طرفہ طور پر بلیک، گرے قرار دے کر اچانک سزائے موت لاگو کرنے یا پولیس مقابلہ ظاہر کر کے مار ڈالنے کی آزادی تو نہیں دی جا سکتی۔ بھارت سے موازنہ کیجیے۔ 3 کشمیری جعلی مقابلے میں مارنے پر ایک کرنل، ایک کپتان، 2 لانس نائیک، ایک حوالدار اور ایک رائفل مین سب کو فوجی عدالت نے عمر قید دی باوجودیکہ کشمیریوں اور مسلمانوں کے معاملے میں بھارت کا تعصب کس سے پوشیدہ ہے! ریاست کی مضبوطی انصاف کی فراہمی میں مضمر ہے۔

ریاست شفاف عدل فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ ان واقعات میں ہمارے لیے اسباق ہیں۔ لاہور سے خواتین کے حوالے سے عجب داستانیں میڈیا میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ خواتین کے سلسلہ ہائے دروس، دینی تعلیم (بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے میں) ہدف ہیں۔ عجب کمانڈو کہانیاں ہیں جس میں (لاہور سے) خاتون 4 بچوں کے ساتھ درس پر گئی واپس نہ آئی۔ کوئٹہ سے فون آیا کہ میں شام جا رہی ہوں۔ (دی نیوز، 31 دسمبر) واٹس ایپ اور سکائپ پر شوہر اور دیگر خواتین کو اکسانے کے لیے گفتگوئیں ہو رہی ہیں۔ اس کے باوجود انہیں جائے قیام معلوم کر کے واپس لانا ممکن کیوں نہیں؟ شوہر جماعۃ الدعوۃ سے ہیں۔ جو یوں بھی اداروں سے قرب کی شہرت رکھتی ہے۔ ایسی تین چار کہانیاں دے کر ہر درس پر جانے والی بارے شکوک و شبہات پیدا کرنا کیوں ضروری ہے؟ پے در پے الہدیٰ (کیلیفورنیا کی داعشی تاشفین ملک) اور النور (خواہر تنظیم) کا نام لیا گیا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ قرآنی تعلیم (بلا جہاد) کے ادارے ہیں۔ اول الذکر تو امریکہ، کینیڈا، برطانیہ میں بھی موجود ہے۔ کیا اب خواتین کی دینی تعلیم بارے تحفظات پیدا کرنے کا یہ نیا سلسلہ ہے؟ راقمہ خود دینی تعلیم و تعلّم سے وابستہ ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ میڈیا، اسلام دشمن اور اخلاق سوز ماحول کے ہاتھوں گھر، خاندان انتشار اور تباہی کے دہانے پر ہیں۔ عورت کی دینی تعلیم ہی اسے مضبوط سیرت و کردار سے آراستہ کر کے گھروں کو ٹوٹنے سے بچاتی ہے۔ صبر، ایثار، تحمل، قناعت، حقوق سے بڑھ کر فرائض کی ادائیگی کی فکر صرف قرآنی تربیت سے ممکن ہے۔ جس کی بربادی تعلیمی ادارے، این جی اوز، سول سوسائٹی مل کر، کر رہے ہیں۔ یہ یقیناً موم بتی، بوکے، ڈانس پارٹیز، فیشن پریڈی تہذیب رائج کرنے پر کمربستہ گلوبل چودھری کے حلق کی پھانس ہے۔ سو خواتین کی تعلیم کا یہ فی سبیل اللہ سلسلہ روکنے کے بہانوں کا فوری نوٹس لیا جانا ضروری ہے۔ خواتین کی کوئی ایک تنظیم بھی ایسی مہم جوئی کی تعلیم نہیں دے سکتی جس میں گھر کا محاذ چھوڑ کر (جس پر اللہ رسول ﷺ نے عورت کو متعین کیا ہے) وہ مردانہ وار شوہر گھر چھوڑ کر بچے لیے یا تنہا غیر محرموں کے ساتھ غیر محفوظ جنگ زدہ علاقوں کا سفر اختیار کرے۔ عورت کی جنت معاذؓ اور معوذؓ پیدا کرنے، تربیت دینے میں ہے۔ صورت عفراءؓ وخنساءؓ! نہ اسے نکل کر میزائل، راکٹ چلانے ہیں، نہ فدائی حملے کفر پر کرنے ہیں۔ اس امت میں مرد کے بچے کافی ہیں! سو مہم جُو خواتین بھی متنبہ رہیں کہ وہ باپردہ خواتین کی پردہ دری کے بہانے اس طبقے کو فراہم نہ کریں جو خونخوار نظروں سے حجاب کو دیکھتا ہے۔ غیظ وغضب میں انگلیاں چباتا ہے کہ موقع ملے اور یہ دروس کے سلسلے لپیٹ دیئے جائیں۔ خواتین اور کمسن بچوں کو اٹھایا گیا ہے دہشت گردی کی آڑ میں۔ لیکن موم بتی مارکہ سول سوسائٹی اور حقوق نسواں واویلا کاروں نے منہ موڑ رکھا ہے۔ لائق اعتناء صرف وہی ہے جس پر امریکہ بگل بجائے؟ ڈاکٹر عافیہ بمقابلہ ملالہ یوسف زئی! ربیع الاول کی دھوم دھام میں کسی کو یاد نہ آیا کہ نبی پاک ﷺ تو وہ ہیں کہ حلف الفضول کے عہد پر قبل از نبوت بھی جاہلی معاشرے کو یکجا کیا کہ ہم ظالم کو ظلم سے روکیں گے اور مظلوم کی مدد و اعانت کریں گے۔ کسی مظلوم پر ظلم برداشت نہیں کریں گے خواہ ہمیں جان کی بازی لگانی پڑے۔ یہاں چند ناموں (مثلاً داعش، القاعدہ، طالبان) کے بورڈ لگا کر شفاف تحقیقات اور قانونی عدالتی دوطرفہ کوریج کی بجائے لاپتگی، گمشدگی، پولیس مقابلے بہرحال تشویش انگیز ہیں۔ یہ وہ خلا ہے جسے افتخار چودھری حسب سابق پر کرنے کی جرأت کریں تو نئی سیاسی پارٹی کا جواز بنے گا۔ ورنہ تو کان نمک نے پہلے ہی قوم کا بلڈ پریشر کافی بڑھا رکھا ہے! لبرل پاکستان کے شائقین کو عدنان شاہ اللہ ایڈیشنل سیکرٹری یوتھ ونگ (سیاسی پارٹی) نے دن میں تارے دکھا دیئے ہیں۔ لبرل ازم کا شاہکار یہی تو ہے کہ کم عمر نا سمجھ لڑکی ماڈلنگ کے شوق میں ہتھے چڑھ جائے اور سیاہ ہاتھ کالے کرتوت اس کا سب کچھ لوٹ لیں۔ ترقی کی شاہراہیں یوں سر نہیں ہوا کرتیں۔ مغربی اقوام کے دورِ زوال کی تہذیب اپنا کر ہم دنیا بھی گنوا رہے ہیں آخرت کے ساتھ ساتھ! اندر خانے ابتری کا یہ عالم ہے کہ 69 قومی ادارے اور لاکھوں کلومیٹر کی سڑکیں بیچنے پر کمربستہ ہیں۔ کیا مشرف کا فارم ہاؤس، بحریہ ٹاؤن، DHA، رائے ونڈ، صدارتی، وزارتی، فوجی محلات بھی ہم بیچ ڈالیں گے؟ ہوش کے ناخن لیجئے!

نظر آتی نہیں صورتِ حالات کوئی
اب یہی صورتِ حالات نظر آتی ہے!

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

29 تا 31 جنوری 2016ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-2789591، 021-34816580-81

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

ماں کی عظمت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

فرید اللہ مروت

ماں کا لفظ سنتے ہی ذہن کے اندر ایک انتہائی شفیق، بے غرض اور دل وجان سے محبت کرنے والی ہستی کا نقشہ ابھرنے لگتا ہے۔ ہر رشتے کا کوئی نہ کوئی نعم البدل مل جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کا بدل اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی نہیں، جب آدمی اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو بالکل ہی فقیر ہو جاتا ہے۔ وہ پیچھے کی دعائیں اب ختم ہو گئیں، سرچشمہ دعا بند ہو چکا۔ یہ والدہ کی وفات کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اس کی دعائیں قدم قدم پر سہارا تھیں۔ اس کا سایہ رحمت رخصت ہوا تب سے سنبھل سنبھل کر قدم رکھنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ماں تو ماں ہی ہوتی ہے چاہے شاہ کی ہو یا گدا کی۔ ماں کے لفظ میں اتنی کشش ہے کہ انسان بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ خواہ عمر کے کسی بھی مرحلے میں ہو اس لفظ کے ساتھ اپنی اپنی ماں کے تصور میں گم ہو جاتا ہے اور ماں کی شفقت، مامتا اور اس کے احسانات آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ بچپن سے لے کر اس کی وفات تک ایک ایک لمحہ فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلنا شروع ہو جاتا ہے کہ کس طرح ایک ماں اپنے شب و روز کا ایک ایک لمحہ اپنے بچے کے آرام وراحت کے لیے وقف کر دیتی ہے۔ رات کا آرام اور دن کا چین اس پر قربان کر دیتی ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اولاد کی صحت وتندرستی، خوشحالی، ترقی وکامرانی آفات سے بچنے کے لیے دست بدعا رہتی ہے۔

اترنے نہیں دیتی مجھ پہ کوئی آفت
میری ماں کی دعاؤں نے آسماں کو روک رکھا ہے

کوئی بھی ماں جب اولاد کی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہے۔ تو اس کے اور اللہ کے درمیان سارے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ سیدھی جا کے عرش کو لگتی ہے۔

میرے سر پہ میری ماں کی ایسا شفقت ہے ورنہ
زمانے کی کڑی دھوپ سے میں اب تک جل چکا ہوتا

ماں کا مقام قرآن کریم کی روشنی میں:

☆ ''اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔ اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر رحمت فرما۔'' (بنی اسرائیل: 24,23)

☆ ''اور ہاں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا۔'' (الانعام: 151)

☆ ''اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔'' (النساء: 36)

☆ ''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔'' (العنکبوت: 8)

☆ ''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف سے ہی جنا۔ اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر گزار رہوں۔'' (الاحقاف: 15)

ماں کا مقام حدیث کی روشنی میں:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی ماں کو سخت گرم و پتھریلی زمین میں اپنے کندھوں پر اٹھا کر چھ میل لے گیا۔ وہ زمین اتنی گرم تھی کہ میں اگر اس پر گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیتا تو وہ پک جاتا! کیا میں نے اس کے احسانات کا بدلہ ادا کر دیا؟ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

''شاید درد زہ (ولادت کے وقت کے درد) کی ایک ٹیس وتکلیف کا بدلہ ہو گیا ہو (باقی تکالیف اور احسانات تو اس کے علاوہ بہت ہیں)۔''

حسن سلوک میں والدہ کا حق مقدم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے ایک آدمی نے دریافت کیا: ''میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے۔''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری والدہ۔''
اس نے پھر پوچھا: ''اس کے بعد کون ہے؟''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری والدہ۔''
اس نے (تیسری مرتبہ) پھر دریافت کیا: ''اس کے بعد کون؟''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری والدہ۔''
پھر پوچھا: ''پھر اس کے بعد کون ہے۔''
آپ ﷺ نے (چوتھی مرتبہ) ارشاد فرمایا: ''تیرے والد۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی رحمت کی نظر سے ماں باپ کو دیکھے تو ہر نظر کے عوض اللہ جل شانہ اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھ دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اگر چہ روزانہ سو مرتبہ نظر کرتے؟ (پھر بھی یہی ثواب ملے گا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں، اللہ بہت بڑا ہے اور وہ بہت زیادہ پاک ہے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور (رشتہ داروں) کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔'' (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہے۔ تو اس کی اس حال میں صبح ہوئی کہ اس کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک موجود ہو، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہوئے صبح کی ہو تو اس کی اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے، اور جس شخص کی اس حال میں صبح ہوئی کہ وہ اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے تو اس کے لیے اس حال میں صبح ہوئی کہ اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک موجود ہو، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کی ہو تو اس کی اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے، ایک شخص نے سوال کیا اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو۔ (تب بھی یہی حکم

ہے) اس کے جواب میں حضور ﷺ نے اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو، اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو، اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو۔'' (شعب الایمان)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کی وصیت فرمائی:

''اپنے والدین کی اطاعت کرو! اگر وہ تمہیں اس بات کا بھی حکم دیں کہ اپنے گھر، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔'' (البر و الصلۃ)

ماں کی خدمت کے واقعات

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں

آپ کو حضور ﷺ کی زیارت کا بہت شوق تھا لیکن صرف اور صرف ماں کی خدمت کی وجہ سے صحابی کا درجہ حاصل نہ کر سکے جب ماں نے اجازت دی کہ جاؤ اگر مل جائیں تو ٹھیک ورنہ جلدی واپس آ جانا وہ مدینہ شریف آئے تو حضور ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے کہا تھا کہ یمن سے ایک شخص آئے گا اس کا نام اویس رحمۃ اللہ علیہ ہو گا۔ یمن میں اس کی ماں کے علاوہ اس کا کوئی نہیں ہو گا اس کو برص کی بیماری تھی اس نے اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک درہم یا دینار کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے۔ (مشکوۃ شریف)

''یہ تھا ماں کی خدمت کا عظیم رتبہ''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ

امام ابوحنیفہؒ کی والدہ کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتیں تو امام صاحب کو حکم دیتی کہ فلاں عالم سے پوچھ کر آؤ، حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ ایک زمانہ ان کے بیٹے سے مسائل شرعیہ پوچھتا ہے۔ امام صاحب والدہ کے حکم کی تعمیل کرتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ والدہ خود جاتیں تو امام صاحب ان کی سواری کے ساتھ باپیادہ جاتے۔ ان کی والدہ عالم سے مسئلہ دریافت کرتیں کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ ان عالم کو مسئلہ کا صحیح حل معلوم نہ ہوتا تو وہ زیر لب امام ابوحنیفہؒ سے پوچھ لیتے اور پھر اونچی آواز سے آپ کی والدہ کو بتا دیتے۔ ساری زندگی والدہ پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا اور والدہ کے اطمینان کا خیال رکھا۔

ماں کے حکم کی تعمیل

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ماں کی خدمت سے بڑھ کر کسی شے سے فیض نہیں پایا۔ ایک رات والدہ صاحبہ نے مجھ سے پانی مانگا میں نے کوزے میں دیکھا وہ خالی تھا پھر گھڑا دیکھا تو اس میں پانی نہ پایا۔ پھر دوڑتا ہوا ندی سے پانی لایا۔

اسی اثنا میں والدہ صاحبہ سو گئیں۔ میں پانی کا کوزہ ہاتھ میں لیے ساری رات اسی طرح کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں اور میں پانی پیش کروں سخت سردی کا موسم تھا میرا ہاتھ ٹھٹھر گیا لیکن والدہ صاحبہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب بیدار ہوئیں مجھے اس حالت میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں اور پانی پی کر بے شمار دعائیں دیں۔ اس دن سے میں نے دیکھا کہ میرا قلب انوار الٰہی سے معمور ہو چکا ہے۔ (ذکر اللہ والوں کے، ص 34)

ماں کی وفات کے بعد ایصال ثواب

وہ لوگ جو زندگی بھر والدین کی خدمت اور ان کی فرماں برداری کرتے رہے۔ اب جب والدین دنیا میں نہیں رہے تو وہ یہ گمان نہ کریں کہ شاید اب حسن سلوک کا دروازہ بند ہو گیا ہے بلکہ نبوی تعلیمات کی روشنی میں حسن سلوک جاری رکھیں۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، قبیلہ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے آ کر دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! کیا والدین کی وفات کے بعد بھی کچھ ایسی صورتیں ممکن ہیں کہ جس سے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں (1) ان کے لیے دعا و استغفار کرنا (2) ان کے عہد کو پورا کرنا (3) ان کے تعلق سے جو تمہارے رشتے دار ہیں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا (4) اور ان کے احباب، دوستوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کرنا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ اس کی موت کے بعد بلند فرما دیتے ہیں۔'' وہ عرض کرتا ہے: ''یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تمہاری اولاد نے تمہارے لیے جو مغفرت کی دعا کی اس کی وجہ سے۔'' (الادب المفرد)

نبی کریم ﷺ نے چند ایسے اعمال کی نشاندہی فرما دی ہے کہ بندہ قبر میں ہوتا ہے لیکن اسے برابر ثواب مل رہا ہوتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: (1) صدقہ جاریہ (2) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے (3) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

کسی شے کو بطور صدقہ وقف کر دینا، جو لوگوں کے لیے مستقل خیر کا باعث بنی رہے، صدقہ جاریہ کہلاتا ہے۔ جب تک صدقہ کی گئی چیز سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے، میت کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

کوئی شخص قرآن مجید کے نسخے تقسیم کرتا ہے اور لوگ اس سے تلاوت کرتے ہیں۔ اس کے مرنے کے بعد بھی اسے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ ایک شخص مسجد بنوا کر مر جاتا ہے تو جب تک لوگ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہیں گے اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ یا مسجد میں نمازیوں کی سہولت کے لیے کوئی انتظام کرنا مثلاً پنکھے لگوا دینا، گرمیوں میں نمازیوں کے پینے کے لیے ٹھنڈے پانی کا کولر لگوا دینا، چٹائیاں بچھا دینا وغیرہ۔ صدقہ جاریہ کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ جیسے کنواں کھدوا کر یا ٹیوب ویل لگوا کر اس کا پانی لوگوں کے لیے وقف کر دینا، کسی کو کوئی ہنر سکھا دینا تا کہ وہ حلال روزی کما سکے، اسی طرح قبرستان کے لیے جگہ وقف کرنا، ہسپتال بنوانا، ہسپتال میں مریضوں کے لیے کوئی چیز وقف کرنا جیسے وہیل چیئر، ایکسرے مشین یا ایمبولینس وغیرہ، دینی مدارس کا انتظام و انصرام اور علوم دینیہ کے طلبہ کی کفالت کرنا، عوام کے مطالعے کے لیے لائبریری بنانا۔ یہ سب صدقہ جاریہ کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ میری ماں اور سب مسلمان مرحومین کو غریق رحمت کرے۔ ان کے ساتھ آسانیوں، نرمیوں، رحمتوں، شفقتوں کا معاملہ فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ (آمین)

آخر میں نسیم اختر کی نظم ''ماں کی یاد میں'' پیش خدمت ہے:

مجھے بھولا سا کچھ گزرا زمانہ یاد آتا ہے
جو بن کر رہ گیا اب اک فسانہ یاد آتا ہے
پلانا دودھ کی دھاریں مجھے وہ گود میں لے کر
تھپک کر اپنے سینے پر سلانا یاد آتا ہے
مجھے وہ راحت آغوشِ مادر یاد آتا ہے
محبت سے بھری لوری سنانا یاد آتا ہے
مرے رونے پہ دل داری مچلنے پر وہ دل جوئی
بڑی خندہ جبیں سے ناز اُٹھانا یاد آتا ہے
کھلانا پیار سے کپڑوں کا پہنانا محبت سے
مجھے رہ رہ کے یا رب! وہ زمانہ یاد آتا ہے
کنار مادری سے خوب تر نعمت نہیں کوئی
مجھے وہ دورِ لطفِ بے کرانہ یاد آتا ہے
نہ تھا معلوم مجھ کو میری دنیا لٹ رہی ہے اب
بوقت نزع ان کا مسکرانا یاد آتا ہے
خدا ان کو جگہ دے گوشۂ گل زار جنت میں
نسیمؔ ان کی محبت کا زمانہ یاد آتا ہے

☆☆☆

نریندر مودی کے دورہ پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر

30 دسمبر 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی
رضوان الرحمان رضی (معروف صحافی)
ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (سینئر راہنما جماعت اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (مرکزی ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: BJP کے دباؤ کی وجہ سے کانگریسی وزیراعظم منموہن سنگھ پاکستان کا دورہ نہیں کر سکے تھے لیکن پاکستان اور مسلمان دشمنی کی شہرت رکھنے والے انتہاپسند نریندر مودی بڑی بے تکلفی سے پاکستان آ پہنچے اور انہیں ہاتھوں ہاتھ بھی لیا گیا۔ آپ کے خیال میں اس سرپرائز وزٹ کا پس منظر کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کی یہ بات بالکل درست ہے بلکہ کانگریس دور کے وزیر خارجہ نے اس حوالے سے بڑی زوردار تقریر کی ہے اور بڑی شدت سے گلہ کیا ہے کہ ہمیں تو روکا جاتا اور بڑا پریشر ڈالا جاتا تھا کہ کیوں جاتے ہو پاکستان؟ اور خود بھاگے بھاگے جا رہے ہیں۔ مجھے بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ اُسی دور میں نریندر مودی نے کہا تھا کہ کیا بھارت کے وزیراعظم پاگل ہو گئے ہیں کہ پاکستان سے مذاکرات کر رہے ہیں، کیا ضرورت ہے پاکستان سے مذاکرات کرنے کی؟ آج صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے خود ہی پاکستان کا سرپرائز وزٹ کیا ہے۔ لیکن اس دورے کے بعد جو صورت حال سامنے آ رہی ہے، اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ کوئی سرپرائز وزٹ نہیں تھا۔ اس دورے سے دو دن پہلے انڈین ہائی کمشنر نے اسلام آباد میں ایک فنکشن رکھا ہوا تھا، اسے فوری طور پر منسوخ کیا گیا، اس وجہ سے کہ دو دن بعد نریندر مودی کا دورہ متوقع تھا لہٰذا انہوں نے اس حوالے سے انتظامات کرنے تھے۔ اس کے علاوہ انڈین دفتر خارجہ کا پاکستان میں ایک اور پروگرام بھی اسی وجہ سے کینسل ہوا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے سے ایک طے شدہ معاملہ تھا۔ لیکن دونوں اطراف کے لوگوں یا کم از کم پاکستان کی وزارت خارجہ کو قطعی طور پر اس کا علم نہیں تھا۔ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ اس موقع پر فاطمی صاحب اور سرتاج عزیز بھی موجود نہیں تھے۔ حالانکہ یہ دونوں وزیراعظم کے مشیر ہیں۔ حکومت نے ان کی عدم موجودگی کی یہ توجیہہ پیش کی کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں کیسے آتے۔ حالانکہ دن ساڑھے گیارہ بجے مودی صاحب کے دورے کی اطلاع حکومت کو مل چکی تھی اور مودی صاحب 4:35 پر لاہور پہنچے ہیں تو کیا کوئی اسلام آباد سے 5 گھنٹوں میں لاہور نہیں پہنچ سکتا؟ یہ بات بھی اب سامنے آ چکی ہے کہ پیرس میں جو ملاقات ہوئی تھی وہ بھی اچانک نہیں ہوئی تھی بلکہ پہلے سے طے شدہ ملاقات تھی۔ بعض لوگوں نے یہ سوالات کھڑے کیے ہیں کہ

مرتب: محمد رفیق

وزارت خارجہ نے اس ملاقات کے نوٹس کیوں نہیں لیے؟ حالانکہ کسی بھی بیرونی ملک کے ساتھ اس سطح کے مذاکرات ہوتے ہیں تو باقاعدہ نوٹس لیے جاتے ہیں کہ کن امور پر گفتگو ہوئی اور اس کو طویل عرصہ تک بطور ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے، آج کے دور میں پوری دنیا میں ایسی ملاقاتوں کو اپنی وزارتوں سے چھپانے کا کوئی رواج نہیں ہے۔ اس ملاقات میں کوئی وزیر موجود نہیں تھا۔ صرف اسحاق ڈار تھے جو وزیر کم اور رشتہ دار زیادہ ہیں۔ یہاں تک کہ جنرل ناصر جنجوعہ بھی موجود نہیں تھے۔ حالانکہ حالیہ مذاکرات کا آغاز بنکاک میں ناصر جنجوعہ نے ہی کیا تھا۔ لیکن انہیں اور مشیران خارجہ کو سائیڈ لائن کر دیا گیا تو اس لحاظ سے اس ملاقات سے ایک Controversy پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ جمہوری حوالے سے ایک بہت بڑا جرم ہے کہ وزارت خارجہ کو اس ملاقات کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی متعلقہ وزارت نے اس ملاقات کے نوٹس لیے۔

سوال: آپ کے خیال میں نریندر مودی پاکستان آئے ہیں یا بھیجے گئے ہیں؟

فرید احمد پراچہ: نریندر مودی کے دورے کے حوالے سے ایک معاملہ تو یہ ہے کہ اس ملاقات میں پاکستان کا کوئی ادارہ Involve نہیں تھا۔ یہ ایک تاجرانہ ملاقات تھی۔ جس میں پاکستان کی طرف سے بھی سٹیل کا ایک تاجر گروپ اور دوسری طرف سے بھی سٹیل ٹائیکون تھا۔ اس ملاقات کا سارا معاملہ ہی مشکوک ہے۔ اس سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ دونوں گروپوں کے تجارتی معاملات آگے بڑھیں لیکن مسئلہ کشمیر اور پاکستان کے دریائی پانی و دیگر مسائل حل نہیں ہوں گے اور بھارت جو چاہتا ہے کہ اسے وقت ملتا رہے اور بنیادی مسائل پر کوئی بحث نہ ہو تو ان حربوں سے وہ مزید وقت لے لے گا۔

سوال: کیا BJP کا عسکری ونگ ''شیوسینا'' مودی کو پاکستان کا دورہ کرنے پر معاف کر دے گا؟ اور کیا ان کی طرف سے کوئی ردعمل سامنے نہیں آئے گا؟

فرید احمد پراچہ: ان کی طرف سے تو ردعمل آ چکا ہے۔ لیکن ہمارے لیے تو زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم پاکستانی نقطۂ نظر سے دیکھیں کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا ہے؟ محض ملاقات ہونا کوئی بڑی بات نہیں لیکن جب ملاقات کا نہ کوئی ایجنڈا ہو، نہ اس پر کوئی پیش رفت ہوئی ہو اور نہ اس کا فائدہ کسی بھی طرح سے ہمارے بنیادی مسائل کے حل کی صورت میں نکلتا ہو تو ایسی ملاقاتوں سے ہو سکتا ہے کہ دونوں طرف کے وزرائے اعظم کے خاندانی تعلقات زیادہ بہتر ہو جائیں، کاروباری تعلقات بہتر ہو جائیں لیکن اس کا فائدہ ملک اور قوم کو اور نہ ہی کسی بھی پیمانے پہ کشمیریوں کو ہے۔ کشمیریوں نے مودی کے اس دورے پر احتجاج کیا، ہڑتال کی۔ یعنی یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو لوگ ہماری وجہ سے ہڑتالیں کر رہے ہیں اور سیاہ جھنڈیوں سے مودی کا استقبال کرتے ہیں ہم بڑی آسانی سے اس آدمی کو جو پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا ہے، جس نے بنگلہ دیش میں جا کر یہ کریڈٹ لیا تھا کہ بنگلہ دیش کو بنانے میں بھارت کا براہ راست ہاتھ تھا اور میں خود بھی اس میں شامل تھا۔ ہم اس کا والہانہ استقبال کرتے ہیں۔ اسے آموں کی پیٹیاں اور ساڑھیوں کے تحفے دیتے ہیں یہ ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہیں۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ ایسی ملاقاتیں دونوں ممالک کے تعلقات میں بہتری لانے کے لیے خوش آئند ہیں، ایسی ملاقاتیں ہوتی رہنی چاہئیں لیکن جماعت اسلامی نے اس ملاقات پر باقاعدہ احتجاجی مظاہرہ کیا، اس کی کیا وجہ تھی؟

فرید احمد پراچہ: محض ملاقات میں کوئی حرج والی بات نہیں تھی کہ جس پہ ہم احتجاج کرتے، ہم نے احتجاج کیا

ہی اس لیے ہے کہ اس سارے معاملے کے ذریعے مسئلہ کشمیر کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ تو اس وجہ سے ہم نے مظاہرہ کیا ہے۔

سوال: آپ کیا فرماتے ہیں کہ مودی پاکستان آئے ہیں یا بھیجے گئے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ وہ آئے بھی تھے اور بھیجے بھی گئے تھے۔ اصل میں جو 34 اسلامی ممالک کا اتحاد بنا ہے اس حوالے سے روس اور ایران کو پاکستان سے بہت تحفظات ہیں۔ خبریں یہ آ رہی ہیں کہ پیوٹن نے مودی کو کہا ہے کہ تم پاکستان جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اس اتحاد میں شامل نہ ہو اور یہی پیغام ایران نے مودی کو دیا ہے۔ جہاں تک پیوٹن یا روس کا تعلق ہے، وہ تو اس لحاظ سے حق بجانب ہیں کیونکہ روس بڑی تیزی سے پاکستان کی طرف آنا چاہتا تھا لیکن پاکستان کی اس اتحاد میں شمولیت کی وجہ سے اس کے پاؤں رک گئے اس لیے کہ یہ اتحاد سعودی عرب نے امریکہ کی پشتیبانی پر درحقیقت شام، ایران اور روس کے حوالے سے بنایا ہے۔ پیوٹن نے نواز شریف کے بھارت کے حوالے سے دوستانہ اور برادرانہ سے بھی شاید آگے بڑھتے ہوئے طرزِ عمل کو استعمال کیا ہے اور عین ممکن ہے کہ مسئلہ کشمیر کو بھی درمیان میں لایا گیا ہو کہ آپ اتحاد میں شامل ہونے والا کام نہ کریں، ہم مسئلہ کشمیر کو حل کرائیں گے۔ لیکن یہ بات مستند ذرائع سے سامنے نہیں آئی ہے کہ روس نے مودی کو بھیجا ہے یا نہیں۔

سوال: نواز شریف پہلے دن سے بھارت کی طرف واضح Tilt رکھتے ہیں، کیا مودی کی یوں پُر اسرار آمد عسکری و سیاسی قیادت میں اختلاف پیدا نہیں کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں دو متضاد باتیں ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اس حوالے سے امریکہ نے فوج پر بھی دباؤ ڈالا ہے کہ وہ ان سیاسی مذاکرات کے راستے میں نہ آئے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہماری سول و عسکری قیادت میں کوئی خلیج پیدا نہیں ہوگی۔ دوسری بات جو زیادہ قوی لگتی ہے کہ اس وزٹ سے مودی نے ایک Win Win ڈپلومیسی کی ہے۔ یعنی ہر صورت میں اس کی جیت ہو۔ اگر وہ نواز شریف کے بھارت کی طرف سے Tilt سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے افغانستان میں تجارت کے لیے پاکستان سے راستہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ بھی اس کی وننگ پوزیشن ہوگی۔ کیونکہ افغانستان میں بہت سی دریافتوں کے علاوہ کئی ارب ڈالر کا لوہا مزید دریافت ہوا ہے۔ دوسری وننگ پوزیشن اس کی یہ ہے کہ اگر ایسا نہیں ہوتا، فوج نہیں مانتی اور درمیان میں آ جاتی ہے تو پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ یعنی دونوں صورتوں میں اس کی کامیابی ہوگی۔ آج مودی جو اتنی محبت کی باتیں کر رہا ہے، کل کلاں خدانخواستہ اگر ہماری سیاسی اور عسکری قیادت میں کوئی تصادم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو آپ کو مودی کا وہ چہرہ نظر آئے گا جو چند ماہ پہلے ڈھاکہ میں نظر آیا تھا۔

سوال: نریندر مودی کا دورۂ پاکستان بڑا پُراسرار نظر آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دورے کا کوئی خاص پس منظر تھا۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی: یہ نہ ٹریک ون ڈپلومیسی ہے اور نہ ٹریک ٹو ڈپلومیسی ہے بلکہ ہم اسے ٹریک ڈیڑھ ڈپلومیسی کہہ سکتے ہیں۔ اس مذاکراتی عمل میں فوج کے حالیہ ریٹائرڈ افسر شامل ہیں، تو اس لحاظ سے فوج آن بورڈ ہے۔ ناصر جنجوعہ کی بطور نیشنل سیکیورٹی ایڈوائزر تقرری اس بات کا ثبوت ہے کہ فوج آن بورڈ تھے۔ میری یہ رائے ہے

> انڈیا پاکستان سے پانچ گنا بڑا ملک ہے۔ لیکن اس کی جغرافیائی حیثیت وہ نہیں ہے جو پاکستان کی ہے۔

کہ ہم نے اپنے تئیں اپنا بہترین پولیٹیکل برین اور بہترین فوجی برین نکال کر ان مذاکرات میں رکھ دیا ہے۔ اگر اب بھی پاکستان کے مفادات کا تحفظ نہیں ہو پاتا تو پھر اسے اللہ کی طرف سے ایک عذاب سمجھ کر قبول کر لیا جائے۔

سوال: سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ بھارت کے ساتھ مذاکرات میں مشکل فیصلے ہونے جا رہے ہیں۔ قوم ان مذاکرات سے غیر حقیقی توقعات نہ رکھے۔ آپ کے خیال میں دونوں ممالک کے وزرائے اعظم کیا مشکل فیصلے کرنے جا رہے ہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی: وہ مشکل فیصلے صرف پاکستان کے حوالے سے ہی ہوں گے کہ ہمیں کشمیر بھولنے کو کہا جائے یا اس کا ایسا حل پیش کیا جائے گا جو کسی بھی طرح سے کشمیریوں اور پاکستانیوں کے جذبات کی ترجمانی نہ کرتا ہو۔ اس لیے اس فیصلے کے لیے آپ کو ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ سینٹ آف پاکستان کو بڑی تکلیف پہنچی ہے کہ راحیل شریف دورہ کابل کر کے آئے ہیں تو اس پہ ہمیں بریف کیوں نہیں کیا گیا۔ لیکن چیئرمین سینٹ نے ابھی تک مودی کے دورے کے حوالے سے یہ نہیں کہا کہ اس حوالے سے ہمیں بریف کیا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ پیپلز پارٹی بھی آن بورڈ ہے۔ پیپلز پارٹی کے چیئرپرسن کی اپنی والدہ کی برسی پر کی گئی تقریر میں بھی اس حوالے سے ایک لفظ بھی نہیں تھا۔ عمران خان پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ میں تو بھارت کے ساتھ امن کا حامی ہوں۔ تو اس صورت میں کون سی پولیٹیکل فورس رہ جاتی ہے سوائے بے چاری جماعت اسلامی کے جس نے ان مذاکرات کی مخالفت کی ہے اور اگر ان مذاکرات کے نتیجے میں پاکستان کا کوئی حصہ بھارت کو دے دیا جاتا ہے یا اس پر اس کا قبضہ لیگلائز کیا جاتا ہے، جیسے ہم نے مودی کو لاہور میں گلے لگا کر ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کابل میں اس کی پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کو لیگلائز کیا۔ روس اور ڈھاکہ میں جو کچھ اس نے پاکستان کے بارے میں کہا، ان تمام باتوں پر پوری پاکستانی قوم مضطرب تھی اور انڈیا کے حوالے سے ہمارا ایک Stance بن چکا تھا، نواز شریف نے اس ملاقات سے پچھلے تمام اقدامات پر پانی پھیر دیا تو اس صورت میں کون باقی بچتا ہے جو مزاحمت کرے گا؟

سوال: رضی صاحب مودی کی لاہور آمد سے امن کا جو ایک مصنوعی تاثر قائم ہوا ہے کیا یہ بھی غنیمت نہیں ہے کیا؟

رضوان الرحمٰن رضی: امن کا یہ تاثر پاکستان کے ایک میڈیا ہاؤس سے باہر کہیں نہیں پایا جاتا۔ چونکہ وہ پاکستان کا سب سے بڑا میڈیا ہاؤس ہے اور اس کے ایک مخصوص طرزِ فکر کے حامل Participants اور اینکرز کو اس وقت موقع دیا جا رہا تھا، ان کا ایک مخصوص ایجنڈا تھا کہ مودی کے اس دورہ کی مخالفت میڈیا پر نہ ہو۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اپنے ایجنڈے کی تکمیل میں ناکام رہے ہیں۔ اس لیے یہ سوالات اب اُٹھ رہے ہیں جو اس وقت فوری طور پر نہیں اُٹھے۔ اس کا مطلب ہے وہ ایجنڈا سیٹ نہیں کر سکے۔ لیکن اگر آپ اس دورے کا بغور جائزہ لیں تو یہ پورا منظر نامہ بہت زیادہ Sensitive ہے۔

سوال: نیلسن منڈیلا سے کسی نے پوچھا تھا کہ سیاستدان اور لیڈر میں کیا فرق ہے؟ تو انہوں نے اس کا بڑا خوبصورت جواب دیا تھا کہ سیاستدان ہمیشہ اگلے الیکشن تک کا سوچتا ہے جبکہ لیڈر اگلی نسلوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ یہ فرمائیں دونوں طرف کے حکمرانوں میں سب سیاستدان ہیں یا ان میں کوئی لیڈر بھی ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی: سیاستدان اور لیڈر تو بہت

دور کی بات ہے میرا خیال ہے کہ یہ دونوں Categaries میں نہیں آتے ۔ یہ بزنس مین ہیں اور اپنے بزنس اور اثاثہ جات کو بڑھانے کے لیے آتے ہیں ۔ اس میں وہ کامیاب رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں کی دکھتی رگوں کو جانتے ہیں اور بدقسمتی سے لوگ ان کو ووٹ بھی دیتے ہیں ۔ جب تک لوگ ان کو ووٹ دیتے رہیں گے تب تک وہ اپنا کاروبار بڑھاتے رہیں گے۔

ایوب بیگ مرزا: اپنے حکمرانوں کو جب ہم لیڈر کہتے ہیں بہت غلط کہتے ہیں ۔ ان کے لیے لیڈر کا لفظ ہرگز استعمال نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ سیاستدان ہیں جو عوام کا موڈ دیکھتے ہیں ۔ عوام کا موڈ اگر کسی بدترین شے کی طرف بھی ہے تو یہ نہیں کہیں گے کہ ہم اس سے ہٹ جائیں ۔ لیڈر وہ ہوتا ہے جو اگر کسی بات کو درست سمجھے، چاہے عوام اس کو درست سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ وہ عوام کے سامنے اپنے نظریات Explain کرتا ہے اور بڑی حکمت اور دانائی سے انہیں قائل کرتا ہے۔ لیڈر کبھی عوام کے پیچھے نہیں لگتا بلکہ وہ عوام کو اپنے پیچھے لگاتا ہے۔

سوال: پھر نواز شریف صاحب تو عوام کو پیچھے لگا رہے ہیں، ہماری عوام نہیں چاہتی کہ انڈیا کے ساتھ تعلقات بحال ہوں کیونکہ انڈیا پاکستان میں دہشت گردی کے بڑے بڑے واقعات میں ملوث ہے ۔ اس لحاظ سے تو پھر نواز شریف بھی لیڈر ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا: نواز شریف جب الیکشن میں کامیاب ہوئے تھے تو آپ نے ان کی وہ بات ضرور سنی ہوگی کہ مجھے قوم نے مینڈیٹ ہی یہ دیا ہے کہ میں بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کروں۔ بھارت کے ساتھ تعلقات بنانے میں ہمارے عوام میں کوئی ایسی مخالفت نہیں پائی جاتی ۔ مسئلہ کشمیر اور وہاں ہونے والے مظالم دیکھ کر کوئی عوامی ردعمل سامنے نہیں آتا اور نہ ہی انڈیا کی طرف سے ہونے والی دہشت گردی پر پاکستان میں کوئی عوامی مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ عوام اس معاملے میں خاموش ہیں۔ انڈیا کے حوالے سے ناپسندیدگی اس درجے کی نہیں ہے کہ عوام انڈیا کے خلاف بڑھ کر کوئی قدم اُٹھائے۔

سوال: معلوم ہوتا ہے خطے میں بہت بڑی گیم ہونے والی ہے، آپ کے خیال میں پاکستان کا اس میں کیا رول ہوسکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ان شاء اللہ العزیز پاکستان کا بہت ہی اہم رول ہوگا۔ دعا کیجئے کہ پاکستان کو اچھی قیادت مل جائے۔ پاکستان کا رول اس کی جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے ہے۔ انڈیا پاکستان سے پانچ گنا بڑا ملک ہے۔ لیکن اس کی جغرافیائی حیثیت وہ نہیں ہے جو پاکستان کی ہے۔ پاکستان Gateway to West ہے۔ اگر انڈیا نے افغانستان اور سنٹرل ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلقات بنانے ہیں تو وہ پاکستان کا محتاج ہے ۔ خطے میں جو بھی پیش رفت ہوگی وہ پاکستان کے حوالے سے ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکی افغان طالبان کو مکمل شکست دینے میں ناکام ہوگئے ہیں اور وہ افغانستان میں انڈیا کے رول سے بھی مایوس ہیں اور انڈیا کو صاف کہہ چکے ہیں یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے ۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو ساتھ ملا کر طالبان کو نارملائز کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ ان میں اعتدال آجائے اور وہ کسی سیکولر اور جمہوری قوت کے ساتھ کام کرنے پر تیار ہوجائیں۔ افغان طالبان کے حوالے سے اس وقت سب خوفزدہ ہیں۔ خطے میں داعش کی آمد بھی سنائی دے رہی ہے۔ چائنہ کے صوبہ سنکیانگ میں 5 کروڑ مسلمان ہیں۔ وہاں بھی اسلام کے حوالے سے بہت سی تحریکیں چل رہی ہیں۔ چیچنیا روس کے خلاف مزاحمت کر رہا ہے۔ اس ساری صورت حال میں لوگ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر افغان طالبان کامیاب ہوجاتے ہیں تو اس کی نفسیاتی اور اخلاقی تقویت ان مجاہدین کو حاصل ہوگی جن کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو یہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ افغان طالبان کو مذاکرات کی میز پر لائیں تاکہ وہ کل کلاں افغانستان میں اکیلے قبضہ نہ کرسکیں، کوئی جمہوری وسیکولر قوت ان کے ساتھ ملا دی جائے۔ لہٰذا اس طرح کی صورت حال میں بڑی قوتوں کے جو تیور نظر آتے ہیں ان کے مطابق پاکستان کو بڑا رول ملے گا اور ظاہری طور پر پاکستان کی بڑی واہ واہ ہوجائے گی۔ لیکن اگر افغان طالبان پاکستان کی بات نہیں مانتے اور اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں یا وہ امریکہ کو پسپا کرتے چلے جاتے ہیں تو پھر اس کے نتیجے میں اس خطے میں بڑی ہولناک جنگ ہوگی۔ اس کے بغیر یہ قوتیں پیچھے نہیں ہٹیں گی۔

> پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے بغیر بھارت سے دوستی سانپ کی دوستی سے زیادہ بری ہے

سوال: ہماری دینی جماعتیں یا دینی طبقات انڈیا کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے میں رکاوٹ کیوں بنتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس پر مجھے آپ سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔ ہم اچھے تعلقات سے نہیں گھبراتے، اچھے تعلقات کا مطلب ہے نارمل تعلقات۔ جبکہ دوستی ذرا مختلف چیز ہوتی ہے اور دوستی کے معاملے میں ہم سمجھتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی ہندوؤں کا جو طرزِ عمل رہا ہے اس کی روشنی میں ہندوستان سے دوستی ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر پاکستان میں مکمل طور پر صحیح معنوں میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم ہوجائے اور عوام اسلام کے عادلانہ نظام سے مستفید ہونا شروع ہوجائیں تو پھر بھارت سے دوستی میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ ہم نے جس نظریے کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا تھا اس کے مطابق ایک عمارت تعمیر ہوجائے تو پھر اس عمارت میں رخنہ کوئی نہیں ڈال سکے گا۔ لیکن اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا اور ہم دوستی کی طرف بڑھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی نسبت سانپ کی دوستی بہتر ہوگی۔ مودی کے دورے کے چند روز بعد شیوسینا کے ایک لیڈر، جس کی حیثیت شیوسینا میں نمبر 1 کی ہے کا انٹرویو منظرِ عام پر آیا ہے۔ انٹرویو لینے والا شیوسینا لیڈر کے کمرے میں جاتے ہی یہ پوچھتا ہے کہ آپ کی دیوار پر جو نقشہ لگا ہوا ہے اس میں پاکستان اور بنگلہ دیش کی جگہ صرف انڈیا نظر آ رہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ ’’ایسا ہی ہوگا اب ہم یہ کام قوت سے نہیں کریں گے بلکہ پاکستان اور بنگلہ دیش کو سمجھا کر کہیں گے کہ بھئی جرمنی بھی تو دو حصوں میں منقسم ہوا تھا پھر برلن کی دیوار گر گئی‘‘۔ آپ دیکھیں جب دشمن یہ عزائم رکھتا ہو تو کیا مذہبی جماعتوں کی یہ حب الوطنی کی معراج نہیں ہوگی کہ وہ کہیں کہ ایسے ملک سے ہم دوستی نہیں کریں گے۔ مذاکرات اور بات چیت بے شک کرلیں لیکن دوستی نہیں کریں گے۔ یعنی ہم کسی بھی صورت میں اپنی پیٹھ اس کی طرف نہیں کر سکتے کہ وہ آسانی سے خنجر گھونپ دے۔ اللہ کرے کہ پاکستان میں اسلامی نظام بحیثیت مجموعی قائم ہوجائے تو پھر ہندوؤں کی سوچ کے برعکس حالات ہوں گے۔ یعنی پھر ان شاء اللہ اسلام پاکستان سے انڈیا کی طرف Travel کرے گا اور وہاں مسلمانوں کو قوت حاصل ہوگی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پاکستان میں وہ عادلانہ نظام، جو دنیا میں عدل و انصاف کی ایک مثال قائم کردے، قائم کریں تو پھر ہمیں بھارت سے دوستی کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ دوستی ہمارے لیے مفید ثابت ہوگی۔

> اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ’’خلافت فورم‘‘ کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (قسط:5)

2002ء سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کی جانب سے ریمانڈ شدہ انسداد سود کا ایک نہایت اہم مقدمہ فیڈرل شریعت کورٹ کے پاس معرض التوا میں پڑا تھا، جسے اب کورٹ میں تنظیم اسلامی کی کوششوں سے سماعت کے لیے فکس کر دیا گیا ہے۔ اب تک اس ضمن میں چار مختصر سماعتوں کی نوبت آ چکی ہے۔ کورٹ کی جانب سے معاملے کی وضاحت کے لیے چودہ سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ جاری کیا گیا تھا جس کی روشنی میں فاضل عدالت ازسرنو فیصلہ سنائے گی۔ ان سوالات کے جوابات شعبہ تحقیق کے سربراہ حافظ عاطف وحید نے اہل علم کی آراء کی روشنی میں تیار کیے ہیں اور انہیں کورٹ میں ''داخل دفتر'' کروا دیا گیا ہے۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اور ابلاغ عامہ کی غرض سے ان سوالات کے جوابات قارئین کے لیے بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

Question 3: Whether the expression 'Bai' بیع or "sale" which has been permissible in the Holy Quran has any relevancy with the present interest banking transactions? Whether these transactions are covered by the term "Bai".بیع?

ترجمہ: کیا ''بیع'' یا ''فروخت'' جسے قرآن مجید میں جائز قرار دیا گیا ہے' کی کسی قسم کی مماثلت، منافع کی بنیاد پر قائم موجودہ بینکاری لین دین سے قائم کی جا سکتی ہے؟ کیا یہ لین دین ''بیع'' کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں؟

جواب: مروجہ نظام کے تحت بینکوں کا کام یہ ہے کہ وہ مختلف ذرائع سے دولت کو قرض (ادھار) پر حاصل کریں' اسے جمع کریں' دوسروں کو قرض دیں اور اپنے مالی ذخائر میں اضافہ کریں۔ اس طرح ان کی حیثیت رقوم جمع کرانے والوں اور اسے حقیقی طور پر استعمال کرنے والوں کے درمیان ایک مالیاتی عامل یا وسیلے (financial intermediary) کی سی ہے۔ سرمایہ فراہم کرنے اور اسے خرچ کرنے والوں کے ساتھ بینکوں کے معاہدے درحقیقت قرض لینے اور قرض دینے کی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اشیاء کی فروخت یا تجارت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا' جس کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے۔ مزید براں' بینکنگ کمپنیز آرڈیننس بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ بینک اشیاء کے کاروبار میں حصہ لیں۔ البتہ موجودہ اسلامی بینکاری پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا' اور نہ ہی ہونا چاہیے۔

Question 4: Explain "Riba-ul-Fadl" with specific reference to its applicability in present day banking transactions?

ترجمہ: ''ربا الفضل'' کسے کہتے ہیں؟ موجودہ بینکاری لین دین میں اس کے قابل اطلاق ہونے کی وضاحت کریں۔

جواب: ربا النسیئہ قرض اور ادھار پر سود کی صورت ہے جس کی حرمت کا صریح حکم قرآن حکیم میں وارد ہوا ہے۔ اس کے برعکس ربا الفضل کو ربا الحدیث اور ربا النقد بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حرمت اور ممانعت کا حکم احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے۔ ربا الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو اشیاء کے دست بدست لین دین میں ہو۔ ربا الفضل کو ربا حکمی بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر ربا کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ اسے ربا خفی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ربا النسیئہ کی طرح بظاہر کھلا سود نہیں ہے بلکہ کھلے سود کا ذریعہ حیلہ اور چور دروازہ ہے۔ احادیث صحیحہ سے اس کی حرمت ثابت ہے اور اِس حرمت کا ایک پہلو سدِ ذریعہ کے طور پر ہے۔ خود حضور ﷺ نے ربا الفضل کی حرمت کی یہی حکمت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تأخذوا الدينار بالدينارين ، ولا الدرهم بالدرهمين ولا الصاع بالصاعين ، انی اخافی عليكم الربا۔ (کنز العمال: جلد 4: ص 117)

ترجمہ: ''ایک دینار کو دو دینار کے عوض اور ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض فروخت نہ کرو، مجھے خوف ہے کہ کہیں تم سود خوری میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔''

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

الربا نوعان نوع حرم لما فيه من المفسدة و هو ربا النسيئة ، و نوع حرم تحريم الوسائل ، و سداً للذرائع۔ (اعلام الموقعین: جلد 3: ص 134)

ترجمہ: ''ربا کی دو قسمیں ہیں ایک ربا النسیئہ جو ذاتی خرابی کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے اور دوسری وہ قسم ہے جو اس لیے حرام کی گئی کہ یہ ربا النسیئہ کا ذریعہ نہ بن سکے۔''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک جنس کی دو اشیاء کی آپس میں بیع یا تبادلہ کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جبکہ اتحاد جنس کے باوجود ان کی اور معیار مختلف ہوں مثلاً چاول، گندم یا سونے کی ایک قسم کی بیع یا تبادلہ دوسری قسم سے ہو اور اس صورت میں دونوں اقسام کے معیار میں فرق ہو۔ اس صورتحال کے ازالہ کے لیے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے:

جاء بلال بتمر برنی ، فقال له رسول الله ﷺ: من این هذا؟ فقال بلال: تمر كان عندنا ردی ، فبعت منه صاعين بصاع لمطعم النبی ﷺ ، فقال رسول الله ، عند ذلك: "أوه ! عين الربا ، لا تفعل ، ولكن اذا أردت ان تشتری التمر فبعه ببيع أخر ، ثم اشتر به۔ لم يذكر ابن سهل فی حديثه: عند ذلك"۔

(صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بیع الطعام، رقم: 4083)

ترجمہ: ''ایک دفعہ حضرت بلالؓ حضور ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس گھٹیا قسم کی کھجور تھی میں نے وہ دو صاع دے کر ایک صاع خرید لی تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ قطعی سود۔ ایسا ہرگز نہ کیا کرو اور تمہیں اچھی کھجوریں خریدنی ہوں تو اپنی کھجوریں درہم یا کسی اور چیز کے عوض بیچ دو پھر اس کی قیمت سے اچھی کھجور خرید لو۔''

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عن ابی سعید الخدری ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ والتمر بالتمر والبر بالبر والشعیر بالشعیر والملح بالملح مثلاً بمثل یدا بید۔ فمن زاد او استزاد فقد اربی الاخذ والمعطی فیہ سواء۔ (صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب الصرف، رقم: 4064)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونا سونے کے بدلے میں، چاندی چاندی کے بدلے میں، کھجور کھجور کے بدلے میں، گندم گندم کے بدلے میں، جو جو کے بدلے میں اور نمک نمک کے بدلے میں بیچے جاسکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ برابر برابر ہو اور دست بدست ہوں۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود کا لین دین کیا۔ لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔

ان روایات سے چند امور بالکل واضح ہو گئے:

1۔ حضور ﷺ نے چھ ہم جنس اشیاء کے باہمی تبادلے یا بیع کی اجازت کے لیے پہلی شرط یہ رکھی کہ دونوں برابر برابر ہوں یعنی یہ برابری Quantity (مقدار) میں ہو۔

3۔ اگر ایک ہی جنس کی مختلف اقسام کا مقداراً برابری کی بنیاد پر تبادلہ/ بیع ایک فریق کو فائدہ دے تو یہ سود ہے جس سے بچنے کا طریقہ حضور ﷺ نے یہ بتایا کہ ایک فریق پہلے اپنی چیز بازار میں فروخت کرے اور پھر حاصل کردہ رقم سے مطلوبہ قسم کی خریداری کرے۔

3۔ اس بیع اور تبادلے کی دوسری شرط یہ رکھی گئی ہے کہ یہ بیع/ تبادلہ دست بدست یعنی نقد ہو۔ اگر اس میں ادھار کا عنصر شامل ہو گیا تو یہ ربا ہو گا خواہ ایک فریق کی طرف سے تبادلہ/ بیع میں دی جانے والی شئے کی مؤخر ادائیگی کی صورت میں مقداراً برابری ہی ہو۔ اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ اگر ایک فریق آج دوسرے فریق کو 10 کلو گندم فروخت کرتا ہے اور اس کے بدلے چھ ماہ بعد دوسرے فریق سے 10 کلو ہی گندم حاصل کرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ چھ ماہ قبل گندم کی قیمت 5 روپے فی کلو ہو اور چھ ماہ بعد اس کی قیمت 6 روپے کلو ہو جائے اور یوں پہلے فریق کو 10 روپے کا فائدہ حاصل ہو جائے اور یہی ربا الفضل ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب الصرف، رقم: 4063)

4۔ جمہور فقہاء نے حدیث شریف میں بیان کردہ چھ اشیاء پر قیاس کرتے ہوئے اُن تمام ہم جنس اشیاء کی بیع/ تبادلہ کو شامل کیا ہے خواہ وہ اجناس ثمن سے ہوں یا مطعومات میں سے، لیکن وہ ماپ اور وزن سے بکتی ہوں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ تعداد سے بکتی ہوں۔ جیسے 50 اخروٹ، 12 کیلے یا 24 سیب وغیرہ۔ البتہ علمائے ظاہر چونکہ قیاس کے قائل نہیں اس لیے وہ دیگر اشیاء کو شامل نہیں کرتے اور ان کے نزدیک حدیث شریف میں بیان کردہ چھ اشیاء یعنی سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک کے علاوہ دیگر اشیاء میں کمی و زیادتی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہے۔ موجودہ بینکاری کا پورا نظام چونکہ قرض کی بنیاد پر ہے اور ربا الفضل نقد اور ادھار کا سود ہے جو ہم جنس اشیاء کے تبادلے یا بیع کی صورت میں حاصل ہوتا ہے یا مختلف نوع کی اجناس کے ادھار تبادلے یا بیع کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ربا الفضل کا اطلاق موجودہ بینکاری لین دین پر بھی ہوتا ہے، اس لیے قرض میں بھی لی جانے والی اور دی جانے والی شے (یعنی رقم) ہم جنس ہوتی ہے۔

یہاں ہم ربا الفضل کی اس تعریف، جسے ربا کے معاملے میں عدالت عظمیٰ کے تاریخی فیصلے کی روشنی میں وضع کیا گیا، میں بہتری کے لیے ایک ترمیم تجویز کرنا چاہیں گے۔ معزز عدالت نے ربا کی ابتدائی صورت، یعنی قرض اور لین دین کا سود، واضح کرنے کے بعد ربا کی مزید شکلوں کا ذکر کیا ہے۔

1. A transaction of money for money of the same denomination where the quality on both sides is not equal, either in a spot transaction or in a transaction based on deferred payment.
2. A barter transaction between two weighable or measureable commodities of the same kind, where the quantity on both sides is not equal, or where the delivery from any side is deferred.
3. A barter transaction between two different weighable or measureable commodities where delivery from one side is deferred.

یعنی:

1۔ ایک ہی نوع کی کرنسی کا باہمی تبادلہ جبکہ اس کی ’’قدر‘‘ دونوں جانب برابر نہ ہو، چاہے یہ لین دین موقع پر ہو یا مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر۔

2۔ ایک ہی نوع کی دو قابل وزن/ قابل پیمائش اشیاء کا ’’مال کے بدلے مال‘‘ (بارٹر) کی بنیاد پر باہمی لین دین، جبکہ دونوں جانب سے مقدار برابر نہ ہو یا کسی ایک فریق کی طرف سے مال کی حوالگی مؤخر کر دی گئی ہو۔

3۔ دو مختلف انواع کی قابل وزن/ قابل پیمائش اشیاء کا بارٹر کی بنیاد پر باہمی لین دین، جبکہ کسی ایک فریق کی جانب سے مال کی حوالگی مؤخر کر دی گئی ہو۔

ہماری رائے یہ ہے کہ مذکورہ بالا نکتہ (1) میں لفظ quality (قدر) کو quantity (مقدار یا رقم) سے تبدیل کر دینا چاہیے، کیونکہ یکساں نوع کی حامل اکائیوں کے تبادلے کی صورت میں اسلامی قانون کا تقاضا یہ ہے کہ قدر کی بجائے دونوں جانب مقدار برابر ہونی چاہیے۔ لہٰذا اگر دس روپے کے نوٹ کا سودا بارہ روپے میں کیا جائے گا تو یہ تبادلہ ربا کے زمرے میں آئے گا۔

اس فہرست میں چوتھی قسم یہ بھی ہو سکتی ہے کہ:
’’کسی رقم کی مختلف نوع کی حامل مالیتی اکائیوں کا باہمی تبادلہ جبکہ کسی ایک فریق کی جانب سے رقم کی فراہمی مؤخر کر دی گئی ہو۔‘‘ ربا کی یہ بہت اہم اور رائج قسم ہے جسے فیصلے میں کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ مذکورہ فیصلے میں اسے چوتھی صورت کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے۔ اگر ڈالر کا تبادلہ روپے سے کرنا مقصود ہو تو اسلامی قانون کی رو سے لازم ہے کہ یہ لین دین دست بدست ہونا چاہیے۔ کسی ایک فریق کی جانب سے مؤخر ادائیگی کی صورت میں ربا وجود میں آئے گا۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی عمر 20 سال، تعلیم بی اے خوب صورت و خوب سیرت، شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار، پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4429509

☆ قاضی فیملی کو اپنی مطلقہ بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم اے، ایم ایڈ، SST ٹیچر، ہمراہ 7 سالہ بچی کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0346-9561449

☆ہمیں سودی نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور اس کے خلاف اپنی پوری توانائیاں لگا دینا چاہیے: حافظ عاکف سعید

☆سود کی حرمت شریعت میں واضح ہے۔ اسلامی بینکاری میں ابھی کافی بہتری کی گنجائش ہے: احمد علی صدیقی

☆سود انفرادی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی اور معاشرتی گناہ ہے: مفتی محمد نجیب خان

☆IMF چھوٹے ممالک کو سودی قرضے دیتے ہیں۔ ادا نہ کر سکنے کی صورت میں ان کی قیادتوں کو بلیک میل کرتے ہیں: کائیوان انور

☆آئین میں ملک سے سود ختم کرنے کی شق تو رکھی گئی لیکن اسے بدلنے کی صحیح کوشش نہیں کی گئی: راجہ ارشاد احمد

☆روس میں غیر سودی نظام بنکوں کے بغیر چلا سکتے ہیں تو ہمارے ہاں تدریج کا سہارا کیوں لیتے ہیں: اوریا مقبول جان

☆سودی تجارت کسی طریقے سے بھی ہو اور کسی بھی مذہب میں ہو گناہ ہے: مولانا امین شہیدی

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام 3 جنوری 2016ء کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ’’سود کی حرمت اور تباہ کاریاں‘‘ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ’’سود کی حرمت اور تباہ کاریاں‘‘ کے موضوع پر 3 جنوری 2016ء بروز اتوار صبح 10 بجے بمقام کنونشن سینٹر اسلام آباد میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ سیمینار کا آغاز ٹھیک دس بجے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری خالد محمود عباسی نے قاری عبدالرحمان کو تلاوت کی دعوت دی جنہوں نے سورۃ البقرہ کے رکوع نمبر 38 کی نہایت دلنشین انداز میں تلاوت کی۔ پہلے مقرر محترم احمد علی صدیقی، سیکرٹری، شریعہ بورڈ، میزان بنک پاکستان نے کہا کہ سود کی حرمت کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی کوششیں جو پورے پاکستان میں کی جارہی ہیں قابلِ قدر ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سود کی حرمت تو شریعت میں واضح ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ کیا اس کا کوئی متبادل بھی ہے؟ جس کو شریعت پر چلتے ہوئے اختیار کیا جائے۔ موجودہ اسلامی بینکاری میں ابھی کافی بہتری کی گنجائش ہے۔ جبکہ محترم مفتی محمد نجیب خان، شریعہ ایڈوائزر Summit Bank نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سود ان جرائم میں سے ہے کہ جس کی سزا سب سے بڑی ہے۔ یہ انفرادی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی اور معاشرتی گناہ ہے جس کے نتیجے میں معاشرہ بانجھ ہو جاتا ہے اور اللہ کی رحمت معاشرے سے اٹھ جاتی ہے۔ اسلامی بینکاری کے حوالے سے پاکستان میں اس کے متبادل کے طور پر آج تک جو کام ہوا ہے اس میں وقف، صدقات اور انفاق مال کو شامل کر کے بہتر بنایا جاسکتا ہے اور اس کے لیے ہم سب کو مل کر بیٹھنا ہوگا شریعت کا مزاج دعوت یا process oriented ہے result oriented نہیں ہے۔ منزل سامنے ہوگی تو ہر اٹھنے والا قدم منزل کی طرف لے کر جائے گا۔ اختلاف کو اختلاف رہنا چاہیے مخالفت نہیں بننا چاہیے۔

سیمینار کے تیسرے مقرر کائیوان انور نے کہا کہ بڑی طاقتوں کے ایماء پر IMF اور دیگر ادارے پہلے چھوٹے ممالک کو بہت زیادہ قرضے دیتے ہیں پھر جب وہ قرض ادا نہیں کر پاتے تو ان کے اداروں کو پریشرائز کر کے اپنے کنٹرول میں لے لیا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں ان کی قیادتوں کو بلیک میل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت پاکستان میں جو بھی قرضے لیے جارہے ہیں وہ تعمیری مقاصد کے لیے نہیں بلکہ صرف پہلے لیے گئے قرضے کی ادائیگی کے لیے لیا جارہا ہے۔ چوتھے مقرر راجہ ارشاد احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ و سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل پاکستان نے اپنے خطاب میں کہا کہ 1973ء کے آئین میں ملک سے سود ختم کرنے کی شق تو رکھی گئی لیکن اسے اب تک بدلنے کی صحیح کوشش نہیں کی گئی۔ ان کی طرف سے پاکستان میں اب تک سود کے خاتمے کے لیے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ بھی پیش کیا گیا۔ پانچویں مقرر معروف کالم نگار اوریا مقبول جان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج کے جرم کے بارے میں جب نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ معاش میں فساد برپا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مارکسزم والے روس میں غیر سودی نظام بنکوں کے بغیر چلا سکتے ہیں تو ہمارے علماء کرام سود کے بارے میں تدریج کا سہارا کیوں لیتے ہیں اور آخر میں میرا علماء سے سوال ہے کہ جب امام مہدیؒ کی حکومت قائم ہوگی تو وہ بھی IMF سے قرض لینے کی پابند ہوگی؟ چھٹے مقرر مولانا امین شہیدی، سیکرٹری جنرل مجلس وحدت المسلمین نے فرمایا کہ سودی تجارت کسی طریقے سے بھی ہو اور کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص کرتا ہو یہ گناہ ہی رہے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سودی نظام مروجہ ظالمانہ نظام کا صرف ایک حصہ ہے، اسی لیے جب تک اس پورے نظام کو مکمل طور پر بدلنے کی کوشش نہ کی جائے اس وقت تک اصل مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا اور اصل مقصد یہ ہے کہ اس زمین پر اللہ کی خلافت کا نظام قائم ہونا چاہیے۔ سب سے آخر میں صدرِ مجلس حافظ عاکف سعید، امیر تنظیم اسلامی پاکستان نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے پروگرام کے میزبان کی حیثیت سے تمام معزز مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آج کی تقریب کا انعقاد اللہ کی خصوصی عنایت کا مظہر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اسلامی بینکاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ 1991ء میں جب وفاقی شرعی عدالت نے ہر قسم کے بنک انٹرسٹ کو ربا (سود) قرار دیا اور اس کا متبادل نظام دے کر اسے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں بھیج دیا گیا جہاں وہ اب تک سرد خانے میں پڑا ہوا ہے ہماری ذمہ داری تھی کہ اس وقت اس فیصلے کے خلاف تحریک لے کر اٹھتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ اگر تمام دینی جماعتیں مشترکہ طور پر سود کے خلاف تحریک لے کر اٹھتیں تو حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی۔ لیکن یہ راستہ اختیار نہ کیا جاسکا۔ انہوں نے کہا کہ سود پر مبنی معاشی نظام انسان کو شرف انسانیت سے محروم کر دیتا ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس ظالمانہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اس کے خلاف اپنی پوری توانائیاں لگا دیں۔ امیر تنظیم نے آخر میں اختتامی دعا بھی کرائی۔

☆☆☆

The right to be Racist!

New data compiled by The Guardian newspaper has highlighted the shocking levels of police violence inflicted upon the US's black communities. The study, which looked at the number of deaths caused by the police in the US during 2015, highlights a sobering reality which is all too often overlooked. According to the figures, despite making up a small percentage of the population, roughly 2 percent, black people are nine times more likely to die following contact with the police. This is a pattern we see replicated the world over, including in the UK, institutionalized racism continuing unchallenged because of apologists within politics and the media, and a justice system which time and time again favors the state. While the problem of state violence is increasingly being viewed in a global context, the analysis on the effect it has on 'non-white' communities is nonetheless revealing.

When we think about the fact that despite building the country, black people did not secure the right to vote until the 1960s, we realize that the shameful history of genocide and enslavement has led to very real repercussions today, economically, socially and politically. Looking at the barbarous actions of the police state in areas such as Ferguson, where black men are literally being murdered on the street in broad daylight, we can further conclude that history is not a cycle - it's more like a continuous line.

Liberals and cynics claim progress has been made, and point to the advent of a black president as proof. When that same president uses the same language of the far right in the US however, and refers to protesters in Baltimore as "thugs" like something from the Bill O'Reilly/ Fox news playbook, we can see two things: the limits of the presidency, and also the fig leaf of legitimacy the president provides in deluding people into falsely believing we are in a "post-racial" political utopia. The problem of police violence is a longstanding one, but in recent years as more and more incidents are captured on film, the problem of lethal force used by police has been brought sharply into the spotlight.

The study was published days after the news broke that the police officer who killed Tamir Rice, a 12-year-old child, was cleared by a jury and walked free. In 2015, more than 1,000 people were killed by the police in the United States. There is now no doubt that the phenomenon of domestic state violence overwhelmingly affects minorities, but of course ultimately all of the poor and marginalized communities. Racism is little more than an ugly export of the ruling class and capitalism, ultimately inflicted upon working people of all colors living in the worst conditions. The racism which built America simply targeted the most powerless and to a greater extent. The most powerless people in the US are black and brown people exported from the occupied colonies, with slavery being one of the greatest crimes in human history. Slaves were intentionally cut off from their language and history to ensure ensuring their powerlessness and psychological controllability.

While making up only a small percentage of the population, nearly half of those killed by the police in 2015 were black. Another shocking fact revealed in the study was that again, despite making up a smaller section of the population, more unarmed black and Asian people were killed at the hands of the police, than white groups.

As we start a new Gregorian year, it's almost impossible to see the status quo changing without a collective effort to do so. In a discussion panel held in November 2015 at

the problem of continuing police brutality. While the focus was on the UK, the solutions are also applicable to the United States. While the focus is often rightly on the police themselves, we have to accept that the structural barriers in place which allow racisms and violence from the state to foster unchallenged, are as damaging as the actual violence itself.

A media which shines a light on the reality lived by many would be a good start and definitely something worth pushing for. But the heart of the problem is really a flawed legal system, which has not evolved and changed since that same system deemed it legal for African Americans to be kept in chains. A system which treats everyone by the same rules, jails people for murder regardless of if they are Joe Public or a police officer, would change the entire social and political fabric of the US. It would act as a deterrent for anyone who committed violent murder, racist or otherwise, including police officers, who are meant to be custodians of the laws they are supposed to uphold. Right now, in the US, officers like the thugs who are killing black people in Ferguson know that Uncle Sam favors them.

One might not get any brownie points for saying it, but terrorism is terrorism, and right now in America the police (in general) are not "protecting and serving" but rather protecting the state, and causing the death of non-white people. The focus in 2016 should not just be in challenging police violence, but in challenging the mechanisms which act as an apologist for that violence. Until the elephant in the room is challenged the principles spoken about by the founding fathers will remain little more than pipe dreams. Until the people who make up the United States are treated equally, including Native Americans, Muslims and Hispanics, America will not be the land of the free or the home of the brave - but the home of inequality, racism and injustice.

Source adapted from: http://www.rt.com/op-edge/

سیرتِ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ
سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
عمدہ طباعت
دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240
قیمت: 180 روپے
ملنے کا پتہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
فیکس: 35834000(042) ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

مطالعہ قرآن حکیم، سیرتِ نبویؐ، دعوت رجوع الی القرآن، اسلامی انقلاب کا نبویؐ منہاج، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے خدوخال، دعوت و اقامت دین، اسلام کے معاشرتی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی نظام، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تنظیمی و تحریکی جدوجہد پر مشتمل
محترم ڈاکٹر صاحبؒ کی تصنیفات و تالیفات میں سے
فکر انگیز عبارات کا خوبصورت انتخاب
ملفوظات
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ
مولانا شیخ رحیم الدین
عمدہ طباعت
امپورٹڈ بک پیپر
دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240
قیمت: 200 روپے
شائع کردہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501
email: maktaba@tanzeem.org website: www.tanzeem.org

VOL : 25 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.02
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore